بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن


ہفت روزہ

# اہلِ حدیث

لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی



حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ



جلد: 45

۱۳ تا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ 7 تا 13 نومبر 2014ء

شمارہ: 42


## صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

### صدق و صفا کی پیکر پاکباز ہستیاں

## مغربی سائنسی علوم پر اسلامی فکر کے اثرات!

طاہر القادری

انقلاب، دھرنا اور یورپ واپسی تک ۔۔۔

قرآن و سنت کی روشنی میں

میت کے لیے اجتماع اور اجتماعی دعا.....؟!

موت کے وقت تمام جائیداد وقف کر دینا.....؟!

لڑکی والوں کی طرف سے رشتے کی پیشکش.....؟!

## علم و ادب کے درخشندہ ستارے

# درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

## تحفظِ ذات

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (التحریم: 6)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (وہ آگ کہ) جس کا ایندھن (برے) لوگ اور پتھر ہوں گے۔''

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کے سامنے ہدایت کی راہیں واضح کردی ہیں اور پھر حضرت محمد ﷺ اور اصحاب النبی رضی اللہ عنہم اجمعین کے روز وشب اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ عملاً انہیں راہوں پر چل کر کامیابی وکامرانی کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ گویا قرآنی تعلیمات ہی انسان کی کامیابی اور کامرانی کی ضامن ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار بنی نوع انسان کو عموماً اور ایمان والوں کو خصوصاً اپنی اور اپنے رشتہ داروں کی ذات کا تحفظ بطریق شریعت محمدی ﷺ کرنے کا کہا ہے اور عذاب آخرت سے بچنے اور بچانے کی تلقین اور نصیحت بار بار فرمائی ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ (المآئدۃ: 105)

''اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔''

اور فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ﴾ (التغابن: 16)

''پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سنتے چلے جاؤ اور اطاعت اختیار کرو اور اپنی جانوں کے لیے خیر کو خرچ کرو۔''

حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی کامیابی اور نصرت اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں مضمر تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو فرمایا کہ آپ اُمت کو آگاہ کردیجیے کہ:

﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾﴾ (الزمر)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو (اپنے لیے) ایک عظیم الشان دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔''

دنیا میں رہتے ہوئے انسان ہر وہ حربہ اختیار کرتا ہے جو اسے نقصان، تکلیف اور مصیبت سے بچانے کا سبب بن سکتا ہو۔ لیکن حقیقی نقصان اور اذیت جو کہ ابدی اور ناختم ہونے والی ہے اس سے بچنے کا کوئی سامان نہیں کررہا۔ جس کا نتیجہ کل قیامت کے دن سوائے پچھتاوے اور حسرت کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اس لیے اس دن کے پچھتاوے سے بچنے کے لیے اور اپنی جان کے تحفظ کے لیے اللہ کی اطاعت وبندگی والی زندگی گزارنی چاہیے۔

# درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

## غاصبانہ قبضے کا انجام

[عن سعيد بن زيد رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ.] (متفق عليه)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین پر قبضہ کیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق (ہار) ڈال دیں گے۔''

دنیا میں انسان اپنی طاقت' دولت یا عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی کی جائیداد یا زمین ومکان پر ناجائز قبضہ کرکے سمجھتا ہے کہ میں نے کچھ حاصل کیا ہے۔ حالانکہ جو وہ حاصل کررہا ہے اپنے اوپر بوجھ ڈال رہا ہے۔ جو کسی کو دھوکہ دے وہ قیامت کے دن اسے لیے لیے پھرے گا مگر اس دن وہ چیز اس سے وصول نہیں کی جائے گی' بلکہ اس کے بدلے نیکیاں لی جائیں گی۔ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں انسان کو گھیر لے گا بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں خاص طور پر زمین کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے کسی بھائی کی بالشت بھر زمین پر ناجائز غاصبانہ قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا ہار بنا کر ڈال دیا جائے گا اور رسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔ کسی کی چیز پر ناجائز ذرائع سے قبضہ کرنا غصب ہے۔ ایک رائی کے برابر بھی کسی کی ملکیت ہے اسے جبراً لینا بھی گناہ ہے۔ ظلم خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ ظلم ہی ہے۔ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ ایک دن اللہ کے دربار میں حاضری ہوگی اور ایک ایک چیز کا حساب ہوگا۔ قبضہ گروپ باقاعدہ مافیا کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ زمینوں' جائیدادوں پر قبضے اس قدر زیادہ ہورہے ہیں کہ ایک پلاٹ کئی کئی مرتبہ فروخت ہوجاتا ہے۔ جعلسازی اس قدر عام ہے کہ جعلی رجسٹریاں اور انتقال کروا کر جائیداد کو فروخت کردیا جاتا ہے۔ اس وقت مخصوص گروہ سرگرم عمل ہیں جو ایسے پلاٹ تلاش کرتے ہیں جو متنازعہ ہوں یا ان کا مالک کسی وجہ سے پلاٹ پر آتا جاتا نہ ہو۔ ان پلاٹوں پر قبضہ کرنے والے یہ مت بھولیں کہ وہ قیامت کے روز سزا سے بچ جائیں گے۔ ناجائز قبضہ والی زمین پر مسجد' ہسپتال یا مدرسہ بھی نہیں بنایا جاسکتا۔ جو یہ کام کرے گا اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا ہار پہنایا جائے گا۔ لہٰذا کسی بھی چیز پر ناجائز قبضے سے گریز کیا جائے خواہ وہ عہدہ ہو یا جائیداد۔ ناجائز قابض ہمیشہ ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

# بڑے بے آبرو ہو کر.....!

جمہوری ملکوں میں لوگوں کو اپنے مطالبات کے سلسلہ میں احتجاج کا قانونی اور آئینی حق حاصل ہے مگر اس کی ترتیب کے انداز سے عوام میں اس وقت پذیرائی حاصل ہوتی ہے جب وہ آئین اور قانون کے دائرے میں ہو اور مطالبات احتجاج کے نام پر شہریوں کی حق تلفی کے ساتھ ساتھ وہ کسی مشکل سے دوچار نہ ہوں۔ پاکستان میں چونکہ جمہوری اور پارلیمانی نظام حکومت رائج ہے اس لیے یہاں احتجاج کے غیر آئینی' غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریقے استعمال کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ ستم کی بات یہ ہے کہ کم وبیش دو مہینے سے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ملک کی دو سیاسی جماعتوں' تحریک انصاف اور عوامی تحریک نے میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف سے استعفے لینے کے لیے دھرنے کے نام پر سیاسی بحران پیدا کر دیا تھا۔ اس سے ملکی معیشت اور خارجی حالات پر تباہ کن اثرات مرتب ہوئے اور دارالحکومت کو غیر محفوظ اور تماشہ بنا دیا گیا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ ان دو جماعتوں کی دو ماہ کی منفی کارکردگی سے پاکستان کی معیشت' ساکھ اور وقار کو جو نقصان پہنچا ہے وہ پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی اتنے وقت میں نہیں پہنچا سکتا۔ اربوں روپے دھرنوں کی نذر ہو گئے۔ کاروبار تباہ ہوئے' حکومت کی رٹ متاثر ہوئی۔ لوگ سراپا اضطراب اور بے چین رہے۔ سپریم کورٹ کے اصل رستے مسدود ہو گئے۔ معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ریڈ زون پہنچ گئے اور پارلیمنٹ اور وزیراعظم ہاؤس کے سامنے خیمے لگا دیئے۔ انہی دنوں ہمسایہ ملک چین کے صدر اور قطر کے حکمران دھرنوں کی وجہ سے پاکستان کے دورہ پر تشریف نہ لا سکے۔ ان کے آنے سے بہت سے ترقیاتی منصوبوں کے لیے اربوں ڈالرز کے معاہدے اور ترقیاتی کام خواب وخیال بن کر رہ گئے۔

سب اہل وطن جانتے ہیں کہ طاہرالقادری نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوڑھوں' عورتوں اور بچوں کو دھرنے میں ڈھال بنائے رکھا اور مذہب کی آڑ میں عریانی کو فروغ دیا۔ عمران خان نے تو دھرنے میں اسلامی اور تہذیبی اقدار کا جنازہ نکال دیا ہے۔ شام کے بعد رقص وسرود کی محفل برپا ہوتی ہے۔ عمران خان بھی جھوم جھوم کر بار بار ایک ہی تقریر کیے جاتے ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی اس محفل میں شریک ہو کر رقص کرتے ہیں اور بھنگڑا ڈالتے ہیں۔

لوگ یہ بات بھولے نہیں ہوں گے کہ طاہرالقادری نے انقلاب مارچ کے ساتھ اسلام آباد پہنچنے پر کہا تھا کہ ''جو شخص دھرنے سے فرار ہونے کی کوشش کرے اسے قتل کر دو۔'' اب طاہرالقادری نے اپنے مطالبات منوائے بغیر شاہراہِ دستور سے 70 روزہ احتجاجی دھرنا ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ نام نہاد ''شیخ الاسلام'' نے شہباز شریف کے استعفے کے بغیر اسلام آباد سے واپس نہ آنے کا اعلان کر رکھا تھا۔ عمران خان تو میاں نواز شریف کے استعفیٰ کے بغیر بات ہی نہیں کرتے۔ اب اپنی ناکامی کے بعد شہر شہر جلسے کر کے دھرنوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ طاہرالقادری نے دھرنا ختم کرنے کے بعد کہا ہے کہ ''دھرنوں کا پہلا مرحلہ ختم ہو چکا ہے۔ میں لاہور سے اکیلا چلا تھا اور یہاں اکیلا ہی بیٹھا ہوں۔ واپسی کا فیصلہ اکیلا ہونے کی وجہ سے کر رہا ہوں۔'' یہ بات طاہرالقادری نے چوہدری شجاعت کو صاف صاف کہہ دی تھی۔ جب چوہدری شجاعت نے دھرنا جاری رکھنے پر اصرار کیا تو قادری نے کہا کہ ''آپ خود عمران خاں کے کنٹینر میں چلے جائیں۔'' اس پر چوہدری شجاعت نے دھرنا ختم کرنے پر رضامندی اور خوشی کا اظہار کر دیا۔ پھر پچھلے دنوں ق لیگ نے اپنے اجلاس میں آئندہ کے لائحہ عمل کے لیے غور وفکر کیا اور تجزیہ کیا کہ ہم نے دھرنے میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟

یہ بات درست ہے کہ طاہرالقادری کے کئی روپ ہیں۔ وہ عوامی لیڈر اور نام نہاد ''شیخ الاسلام'' بھی ہیں۔ دو سال قبل بھی وہ اسلام آباد میں سیاست نہیں ریاست بچاؤ کے نام پر دھرنا دے چکے ہیں۔ اس سے پہلے وہ مصطفوی انقلاب کے داعی بھی رہے ہیں۔ اس میں ناکام ہوئے۔ قومی اسمبلی کی نشست سے مستعفی ہو کر کینیڈا چلے گئے اور کہا کہ انقلاب' انتخاب سے نہیں آ سکتا۔ اب انہوں نے انقلاب مارچ کے نام پر 70 روز تک دھرنا دیئے رکھا اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انقلاب کے لیے انتخاب کا طریقہ ہی موزوں ہے۔ چنانچہ آئندہ انہوں نے انتخاب میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہے۔

طاہرالقادری کے اپنے بیانات اور پینترے بدلنا معمولی بات ہے۔ کچھ عرصہ پہلے نبی کریم ﷺ کی طرف غلط خوابیں منسوب کرتے رہے۔ انہوں نے ایک بار کہا کہ نبی علیہ السلام نے مجھے خواب میں فرمایا ہے کہ ''تیری عمر میری عمر جتنی ہے۔'' اگر یہ خواب صحیح تھا تو پھر اپنے ساتھ باڈی گارڈ کیوں لیے پھرتا ہے۔ ایسے ہی بیانات کی بنا پر پنجاب

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں


| | |
|---|---|
| درس قرآن وحدیث | 1 |
| اداریہ | 2 |
| احکام ومسائل | 4 |
| معرکۂ حق وباطل | 6 |
| فضائل اصحاب رسول ﷺ | 9 |
| کاروانِ علم وادب | 12 |
| اسلامی سائنسی فکر اور پیغمبر انقلاب | 16 |
| مولانا بٹالوی سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ | 19 |
| اخبار الجماعہ | 25 |


ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر مینجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... 500/- روپے
ششماہی ..... 300/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 535/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 5500/- روپے
فی پرچہ ..... 15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''السٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

ہائیکورٹ نے اپنے فیصلے میں اسے جھوٹا اور مکار قرار دیا تھا۔

جاوید ہاشمی نے تو دھرنے کا بائیکاٹ اور تحریک انصاف چھوڑ کر ان کی سازش کو بے نقاب کر دیا ہے۔ شاہ محمود قریشی خود پارلیمنٹ میں تحریک انصاف اور طاہر القادری کے بڑھلا کہہ چکے ہیں کہ پارلیمنٹ کا محاصرہ اور اس میں گھسنا' سول سیکرٹریٹ کے ایک حصے پر قبضہ کرنا اور پی ٹی وی پر حملہ اور توڑ پھوڑ یہ سب ناجائز' غیر آئینی اور غیر قانونی کارروائیاں تھیں۔ طاہر القادری تو بڑے بے آبرو ہو کر اسلام آباد کے دھرنے سے نکل کر کینیڈا جانے کے لیے لندن روانہ ہو گئے ہیں۔ اب عمران خاں کے لیے بھی مناسب یہی ہے کہ دھرنے کی سیاست چھوڑ کر ملک وملت کی بہتری کے لیے کوئی کام کریں۔ کم از کم کے پی کے کی حالت تو سدھار لیں اور شمالی وزیرستان سے ضرب عضب کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والے بھائیوں اور سیلاب زدگان کی کوئی خدمت کر کے اپنی عاقبت سنواریں۔

یہ بھی یاد رہے کہ طاہر القادری اپنے کنٹینر میں بیٹھ کر حکومت کو کبھی 24 گھنٹے اور کبھی 48 گھنٹے کا الٹی میٹم دیا کرتے تھے۔ حکومت نے کیا جانا تھا خود ہی رخت سفر باندھ باہر چلے گئے ہیں۔

# سالانہ تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف دعوتِ قرآن کانفرنس

بلاشبہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ناظم اعلیٰ مرکزیہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں' جماعتی تنظیمی' رفاہی اور سیاسی سرگرمیوں کے باوجود اپنے اداروں پر بھی توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ کے زیر انتظام وانصرام ادارہ مرکز المودۃ ڈیرہ غازی خان بھی اللہ کی توفیق سے عظیم الشان منہج کام کر رہا ہے۔ فضیلۃ الشیخ حافظ نذیر احمد مدنی صاحب ﷾ اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بو اسے عظیم سے عظیم تر بنانے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

ادارہ میں ہونے والی سالانہ تقریب بخاری ودعوتِ قرآن کانفرنس اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنوبی پنجاب کے احباب سال بھر اس عظیم الشان اور فقید المثال پروگرام منتظر رہتے ہیں۔ امسال یہ پروگرام 18 اکتوبر کو ہونا طے پایا تھا' احباب نے کانفرنس کو سابقہ روایات کے مطابق کامیاب بنانے کے لیے بھرپور تیاریاں کیں' پینافلیکس' اشتہارات' سٹیکرز اور آویزاں کیے گئے۔ 15 اکتوبر بروز بدھ بعد مغرب ناظم اعلیٰ مرکزیہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے کانفرنس کی تیاریوں کا جائزہ لینے کے لیے مرکز المودۃ میں احباب جماعت اور اساتذہ مرکز المودۃ میٹنگ طلب کی' جس میں مختلف اُمور پر تبادلہ خیال ہوا اور باقاعدہ ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں تقسیم کی گئیں۔ رابطہ تیز کرنے کا کام فضیلۃ الشیخ خالد محمود اظہر صاحب سینئر ضلعی نائب امیر مرکزیہ کو سونپا گیا استقبالیہ کی ذمہ داری محترم حافظ حبیب اللہ صاحب کو سونپی گئی۔ علماء وعمائدین کا کھانا اور دیگر امور شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ جدانی اور مولانا محمد یونس سالک صاحب کے ذمے لگایا گیا۔ عوامی کھانا مولانا فداء الرحمٰن اور ان کے دیگر احباب چکہ پنڈال اور اسٹیج پر راقم اور حافظ احمد حسن ایڈووکیٹ صاحب کو مامور کیا گیا۔ سیکورٹی کی ذمہ داری اہل حدیث یوتھ فورس اور جناب زاہد قریشی کو سونپی گئی۔

تمام احباب تندہی سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے اور فضیلۃ الشیخ حافظ نذیر احمد مدنی ﷾ تمام معاملات پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں 18 اکتوبر کا دن آپہنچا۔ علی الصبح جماعتی احباب جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ کانفرنس کے انتظامات ایک دن قبل مکمل کر لیے گئے تھے۔ اس وجہ سے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا پروگرام کے مطابق بعد نماز عصر تلاوت کلام پاک کے بعد درس بخاری شروع کرا دیا گیا۔ مفتی جماعت حافظ عبدالستار الحماد ﷾ نے انتہائی وقیع اور علمی نکات بیان فرمائے۔ نماز مغرب کے بعد مولانا حافظ محمد رفیق مدنی صاحب نے فکر آخرت اور علامات قیامت پر پُرمغز خطاب فرمایا۔ ان کے بعد شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ اعوان ﷾ اور مولانا قاری یٰسین حیدر نے خطاب فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد آخری نشست تھی' تلاوتِ کلام پاک کے بعد ادارہ کے ننھے منے طالب علم عبدالقدیر نے اپنے معصومانہ لہجے میں نظم سنا کر سامعین کے دل موہ لیے۔ قاری عبدالرحیم کلیم صاحب نے شانِ صحابہ پر بہترین خطاب فرمایا۔ قاری صاحب کے خطاب کے بعد سرمایہ اہل حدیث مولانا ابراہیم بھٹی صاحب کا مفصل خطاب ہوا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حدیث رسول کے معاملہ میں انتہائی محتاط رہنے کے دلائل بیان فرمائے۔ انہوں نے موجودہ دھرنوں اور طاہر القادری کو کتاب وسنت کے دلائل سے آڑے ہاتھوں لیا۔ اس دوران ناظم اعلیٰ مرکزیہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب MNA تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر قاضی عبدالسبحان طارق' جناب ندیم اقبال رحمانی (پرنسپل انڈس یونیورسٹی) اور ملک کے معروف صحافی جناب حذیفہ رحمان بھی محترم ناظم اعلیٰ مرکزیہ کے ہمراہ تھے۔ قائد یوتھ فورس جناب صاحبزادہ حافظ عامر صدیقی نے انتہائی مختصر لیکن جاندار خطاب فرمایا اور علماء سوء کے کردار کی بھرپور مذمت کی۔

اس دوران کانفرنس کے روحِ رواں شیخ نذیر احمد مدنی ﷾ مائیک پر تشریف لائے' انہوں نے ادارہ کا تعارف اور کانفرنس پر تشریف لانے والے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ ان شاء اللہ حالات جیسے بھی ہوں اگر اللہ نے چاہا تو یہ کانفرنس یونہی ہوتی رہے گی اور حاضرین سے حسب روایت ہر سال تشریف آوری کی استدعا کی۔ معزز مہمانان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تقریب تقسیم انعامات کرا دی گئی' ادارہ سے سند فراغت حاصل کرنے والے دس طلباء میں اسناد اور انعامات تقسیم کیے گئے۔ بعد ازاں جناب قاری سعید اللہ سعید صاحب نے اپنی مسحور کن آواز میں تلاوت فرما کر کانفرنس میں ایک روح پرور ماحول پیدا کر دیا۔ قاری محمد یعقوب فیصل آبادی صاحب نے شہادت عثمان ﷺ کے موضوع پر رقت آمیز بیان فرمایا۔ مولانا منظور احمد صاحب گوجرانوالہ بوجوہ تشریف نہ لا سکے' ان کی جگہ ان کے صاحبزادے حبیب الرحمٰن یزدانی نے نمائندگی کی اور اپنے والد محترم کی طرح مسلک کی حقانیت پر بے لاگ خطاب فرمایا۔ آخری خطاب حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب کا تھا۔ انہوں نے اپنے روایتی انداز میں جماعت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم اور حافظ احمد حسن ایڈووکیٹ نے انجام دیئے۔ مختلف علاقوں سے احباب نے قافلوں کی صورت میں شرکت کی جن میں مولانا اسماعیل ساجد' قاری عبدالواسع چنگوانی اور جاوید اقبال خان شیروانی سرفہرست ہیں۔

یوں یہ عظیم الشان کانفرنس تقریباً رات ساڑھے 3 بجے قاری سیف اللہ خالد صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ یقیناً اس شاندار کامیابی پر ناظم اعلیٰ مرکزیہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب' فضیلۃ الشیخ نذیر احمد مدنی صاحب اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں۔

رپورٹ: مولانا عبدالمنان نشورش۔ مدرس مرکز المودۃ' ڈیرہ غازی خان

# احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

## میت کے لیے اجتماع اور اجتماعی دعا

**سوال** ہمارے ہاں فوتیدگی کے تیسرے دن قل خوانی وغیرہ کو بدعت کہا جاتا ہے جبکہ ہمارے علاقہ میں بدعت کہنے والوں کے ہاں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ میت کے مرنے کے تین چار دن بعد مسجد میں میت کے عزیز و اقارب اور دیگر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں' پھر موت اور عذاب قبر کے متعلق خطاب ہوتا ہے' اس کے بعد میت کے لیے اجتماعی دعا کی جاتی ہے' کتاب وسنت کی روشنی میں ایسا کرنے کی حیثیت واضح کریں۔

**جواب** واضح رہے کہ دین اسلام ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کسی وقت بھی ترمیم واضافہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ صورت مسئولہ میں جس رسم کا ذکر کیا گیا ہے کہ میت کے مرنے کے تین چار دن بعد مسجد میں اکٹھے ہونا اور تقریر کے بعد میت کے لیے اہتمام کے ساتھ اجتماعی دعا کرنا پھر کھانا کھانے کا بندوبست کرنا یہ سب رواجی چیزیں ہیں' شریعت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسی باتوں سے اجتناب کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مخصوص مقام پر اہتمام کے ساتھ بیٹھے رہنے اور اہل میت کی طرف سے آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے۔'' (مسند امام احمد: ج ۲ ص ۲۰۴)

اس قسم کا تعزیتی اجتماع درست نہیں' میت کے گھر والوں کے لیے تو کھانا تیار کیا جانا چاہیے لیکن جب دور ونزدیک سے لوگ آ کر تعزیت کے نام پر مہمان بن بیٹھتے ہیں تو کھانا تیار کرنے والے کو ان سب کے لیے کھانا تیار کرنا ہوتا ہے جو ایک ناروا بوجھ ہے۔ اس طرح کے اجتماع کو نوحہ سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ نوحہ میں بھی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس اجتماع کا مقصد سوائے اظہار افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ مقصد اس طرح جمع ہوئے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو تعزیت کے لیے تین دن کی تحدید بھی درست نہیں بلکہ جب بھی موقع ملے تعزیت کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کے اہل خانہ سے تین دن کے بعد تعزیت فرمائی تھی جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ (مسند امام احمد: ج ۱' ص ۲۰۵)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''تعزیت کے لیے دو باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے:

- گھر یا مسجد میں یا کسی خاص مقام پر تعزیت کے لیے اجتماع کرنا۔
- اہل بیت کی طرف سے آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا۔ (احکام الجنائز)

صورت مسئولہ میں دونوں باتوں کا خاص طور پر اہتمام ہوتا ہے کہ تعزیت کے لیے مسجد میں اجتماع بھی ہوتا ہے اور آنے والوں کے لیے کھانے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے' یہ دونوں باتیں محل نظر ہیں۔

ہمارے نزدیک بریلوی حضرات کا فوتیدگی کے تیسرے دن قل خوانی کا اہتمام اور اہل حدیث حضرات کا مسجد میں تقریر اور اس کے بعد میت کے لیے اجتماعی دعا کا اہتمام اور کھانے وغیرہ کا بندوبست' ان دونوں میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں۔ یہ سب حیلے بہانے ہیں جو مروجہ رسوم وبدعات کو مشرف باسلام کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین' ان کے لیے دعا خیر اور میت کے لیے دعا مغفرت کرنا ہے۔ اس کے لیے کسی دن یا جگہ کی تعیین قطعاً درست نہیں۔ تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کی جہاں کہیں میت کے کسی قریبی رشتہ دار سے ملاقات ہو وہاں تعزیت کر لے یا اگر اہل میت کے ہاں جائے تو تعزیت کر کے واپس آ جائے۔ وہاں بلا ضرورت اخبار بینی کے لیے بیٹھ رہنا پھر وہاں رشتے داروں اور ہمسایوں کا مجمع رہنا خلاف سنت ہے۔ چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں: ''تعزیت کے لیے اہتمام کے ساتھ بیٹھنا امام شافعی اور ان کے اصحاب نے اسے ناپسند کیا ہے کہ اہل بیت ایک خاص مقام پر جمع ہوں اور تعزیت کرنے والے وہاں جمع ہوں' بلکہ اہل بیت کو چاہیے کہ وہ اپنے کام کاج میں مصروف ہوں' وہاں ان سے تعزیت کر لی جائے۔ اس میں مردوں اور عورتوں کے اجتماع میں کوئی فرق نہیں' بہرحال یہ اجتماع محل نظر ہے۔'' (المجموع: ج ۵' ص ۳۰۶)

علماء حضرات کو چاہیے کہ ایسے اجتماعات میں تقریر کرنے کی بجائے' اہل بیت کو اس کی قباحت وشناعت سے آگاہ کریں بلکہ اس سلسلہ میں وہاں شریک ہونے کی بجائے صاف صاف کلمہ حق کہنے کا فریضہ ادا کریں۔ واللہ اعلم!

## موت کے وقت تمام جائیداد وقف کر دینا

**سوال** ہمارے والد محترم نے موت کے وقت اپنا مکان جو مسجد سے ملحق تھا' مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے' جبکہ ہم دو بھائی' اس کے شرعی وارث تھے' کیا ایسا کرنا درست ہے؟

اگر درست نہیں تو اس کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

**جواب** ہمارے ہاں مرتے وقت اس قسم کے اقدام کو وصیت کا درجہ دیا جاتا ہے اور اس پر عمل بھی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وصیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہ ''غیر مضار'' یعنی وہ کسی وارث کے لیے ضرر رساں نہ ہو۔ ضرر رساں وصیت کی صورت یہ ہے کہ ایسے طور پر وصیت کی جائے جس سے مستحق رشتے داروں کے حقوق تلف ہوتے ہوں۔ ناجائز اور ضرر رساں وصیت کی درج ذیل صورتیں بھی ہیں:

- جن ورثاء کے لیے وصیت کی جاتی ہے وہ اس کے حقدار نہیں ہوتے۔ مثلاً بیوی کے حق میں وصیت کر جانا۔
- جائز ورثاء کے لیے شریعت کی قائم کردہ حد سے زیادہ وصیت کرنا۔ مثلاً کسی کے لیے نصف جائیداد کی وصیت کرنا۔
- ظلم اور بے انصافی پر مبنی وصیت کر جانا جس سے دوسروں کے حقوق تلف ہوتے ہوں۔

صورت مسئولہ میں وصیت بھی ظلم' ناانصافی پر مبنی ہے کیونکہ اولاد کی موجودگی میں تمام مال کی وصیت جائز نہیں' اس قسم کی وصیت کو درست کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ رکھتا ہو اگر وہ باہمی طور پر ان کی اصلاح کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' (البقرہ:۱۸۲)

خود رسول اللہ ﷺ نے بھی بعض غلط وصایا کی اصلاح فرمائی تھی۔ چنانچہ صورت مسئولہ سے ملتی جلتی ایک وصیت کا ذکر احادیث میں آیا ہے کہ ایک انصاری کی کل جائیداد چھ غلام تھے' اس نے مرتے وقت وصیت کے ذریعے انہیں آزاد کر دیا' اس کے مرنے اور کفن ودفن کے بعد اس کے ورثاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے مرنے والے کو سخت برا بھلا کہا۔ پھر اس کی وصیت کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ان چھ غلاموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اس کے ایک تہائی یعنی دو غلام آزاد کر دیئے اور باقی چار غلام واپس لا کر انہیں ان کے ورثاء کے حوالے کر دیا۔ (صحیح مسلم' الایمان: ۴۳۳۵)

اس حدیث میں ان بزرگ حضرات کے لیے درس عبرت ہے جو دینی جذبہ کے پیش نظر اپنی تمام جائیداد وقف کر جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی ایک شخص کے متعلق سخت برا بھلا کہا تھا۔ حدیث میں ''قولا شدیداً'' کے الفاظ آتے ہیں' دوسری روایات میں اس قول شدید کی وضاحت بھی منقول ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: ''اگر ہمیں اس کی وصیت کا پہلے علم ہوتا تو ہم اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔'' (مسند امام احمد: ج۴' ص۴۴۳)

بلکہ ایک روایت کے الفاظ اس سے بھی زیادہ سنگین ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہمیں پہلے علم ہوتا تو ہم اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرتے۔'' (ابوداود' العتق: ۳۹۵۸)

ان احادیث کے پیش نظر ہمیں وصیت کے معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ صورت مسئولہ میں درج بالا حدیث کے پیش نظر اس طرح اصلاح کی جاسکتی ہے کہ مسجد سے ملحقہ مکان کا تیسرا حصہ مسجد کے لیے وقف کر دیا جائے یا اس کی مالیت کا تیسرا حصہ مسجد کو دے دیا جائے اور باقی حصے دو بیٹوں میں تقسیم ہوں' ہاں بیٹے اگر اپنی رضامندی سے اپنے باپ کی وصیت کو جوں کا توں برقرار رکھنا چاہیں تو یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔ بہرحال ان کا حق ہے وہ انہیں ملنا چاہیے تاکہ مرحوم کو اخروی باز پرس سے رہائی ملے۔ واللہ اعلم!

## لڑکی والوں کی طرف سے رشتے کی پیشکش

**سوال** عام طور پر لڑکیوں کی شادی کے معاملہ میں اس امر کا انتظار کیا جاتا ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے پیغام میں پہل ہو' اس انتظار میں اچھے سے اچھے رشتے ضائع ہو جاتے ہیں' اس سلسلہ میں ہماری شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے؟

**جواب** لڑکی والوں کی طرف سے اس بات کا انتظار کرنا کہ دوسری طرف سے پہل ہو ایک فطرتی بات ہے لیکن اسے حد سے بڑھانا کسی طور پر مناسب نہیں۔ اگر کسی کی لڑکی جوان اور شادی کے قابل ہو چکی ہے اور اسے کوئی مناسب رشتہ نظر آتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ خود یا کسی کے ذریعے پیغام نکاح میں ابتداء کرے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں طور قائم کیا ہے: ''کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ اہل خیر سے پیش کرنا۔'' (خاری' النکاح' باب نمبر۳۴)

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ان کی دختر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو انہوں نے ان کا رشتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس معاملہ میں غور وفکر کروں گا' آخر کار انہوں نے جواب دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا تم سے نکاح کر دوں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ان کے عدم التفات کی وجہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت زیادہ غصہ آیا۔ ابھی چند دن گزرے ہوں گے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیج دیا تو میں نے آپ سے اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح کر دیا۔ (بخاری' النکاح: ۵۱۲۲)

اسی طرح سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی بہن کا رشتہ از خود رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا تھا تاکہ ان کی بہن بھی ان کے ساتھ خیر وبرکت میں شریک ہو' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کی پیشکش مجھے نہ کیا کرو۔'' (بخاری' النکاح: ۵۱۰۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر لڑکی والوں کی طرف سے رشتے کی پیشکش کوئی ذلت یا رسوائی کا باعث ہوتی تو رسول اللہ ﷺ منع فرما دیتے' لہٰذا اس سلسلہ میں اعتدال کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر مناسب رشتہ نظر آتا ہے تو خود یا کسی کے ذریعے اس کی پیشکش کی جاسکتی ہے' شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی ذلت ہے۔ واللہ اعلم!

# معرکۂ حق و باطل

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر اسامہ خیاط حفظہ اللہ

مترجم —— جناب حافظ محمد سرور —— نظر ثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

اے بندگانِ الٰہی! اللہ سے ڈرتے رہو، اسے نگہبان جانو اور یاد رکھو کہ تم اس کے سامنے کھڑے کیے جانے والے ہو۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝﴾ (الشعراء)

''جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد۔ بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔''

اے بندگانِ الٰہی! بہت سارے لوگ ایک ایسی حقیقت سے بھی غافل ہو جاتے ہیں جو اتنی ہی واضح ہے جتنا کہ عین دوپہر کے وقت سورج واضح ہوتا ہے اور تاریخ کے قصے اور شب و روز کی سرگزشتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں کشمکش شروع ہی سے جاری ہے، ہمیشہ کوئی نہ کوئی ایسا دشمن ہوا کرتا ہے جو انسان سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس کے لیے زمانہ کی گردشوں کا منتظر رہتا ہے اور اس پر غلبہ پانے یا اس پر نظر آنے والی کسی نعمت کے چھن جانے کے لیے کوشاں رہتا ہے یا محض اسے بے چین کرتا اور اس کی تحقیر کرتا رہتا ہے۔

یہ وہ حقیقت ہے جس سے انبیاء اور پیغمبروں کی زندگیاں بھی خالی نہیں تھیں حالانکہ وہ مخلوق میں سب سے برگزیدہ اور اللہ کے بندوں میں سب سے افضل تھے۔ لیکن آپ دیکھئے کہ ان کی قوموں نے ان کے ساتھ کس طرح دشمنی کی، انہوں نے ان کے خلاف کھلی کھلی جنگ کی اور ان کے خلاف دھوکے بازی، تکذیب اور ایذاء کا وہ بازار گرم کیا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

یہ اللہ کی مخلوق میں اس کا جاری کیا ہوا ایک طے شدہ طریقہ ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ (الأنعام)

''اور ہم نے تو اسی طرح ہمیشہ شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں۔''

اسی سے پتا چلتا ہے کہ انسان کسی بھی طرح ایک ایسے دشمن سے محفوظ نہیں رہ سکتا جو اس کے خلاف چالیں چلے، اس کا برا چاہے اور اسے نقصان پہنچانے کے مواقع ڈھونڈے۔ اسی حقیقت کو اللہ کی کتاب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ نے واضح فرمایا ہے کہ بندوں کے درمیان اختلاف ناگزیر اور حتمی ہے۔

چنانچہ فرمایا:

﴿فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ (النحل)

''اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یعنی اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی ملت اور دین پر جمع کر کے ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن لوگ دین، ملت اور خواہشوں کے اعتبار سے ہمیشہ ایک دوسرے سے مختلف رہیں گے سوائے ان کے جن پر اللہ رحم کر دے اور وہ اللہ پر ایمان لے آئیں اور پیغمبروں کی تصدیق کریں۔ ایسے لوگ اللہ کی توحید اور پیغمبروں کی تصدیق میں ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کرتے۔''

اے بندگانِ الٰہی! یہی اختلاف وہ عنصر ہے جس سے کشمکش جنم لیتی ہے اور یہ اختلاف ہی وہ عامل ہے جس کی بنیاد پر مخلوق ایک دوسرے سے جھگڑتی اور پیکار آزما رہتی ہے۔

چنانچہ جب کشمکش ایک طے شدہ معاملہ ہے اور اس سے بچنا کسی طور ممکن نہیں تو ایک دانشمند اور فہیم آدمی کی ذمہ داری ہے کہ اپنے دشمن کا باریک بینی سے تعین کرے اور اسے پوری طرح پہچانے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دھوکا کھا کر اسے سچا دوست سمجھ بیٹھے، اسے اپنے راز بتا دے اور اپنے دل کی بات کا اظہار اس کے سامنے کر دے، یوں وہ خود اپنے ہی خلاف معاونت کرے اور اپنے دشمن کی مدد کرے۔

چنانچہ جب کشمکش ایک طے شدہ معاملہ ہے اور اس سے بچنا کسی طور ممکن نہیں تو ایک دانشمند اور فہیم آدمی کی ذمہ داری ہے کہ اپنے دشمن کا باریک بینی سے تعین کرے اور اسے پوری طرح پہچانے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دھوکا کھا کر اسے سچا دوست سمجھ بیٹھے

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات سے متنبہ کیا ہے کہ کہیں وہ اپنے دشمنوں کو اپنے دوست اور راز دار نہ بنا بیٹھیں اور انہیں اپنے رازوں اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ نہ کرتے رہیں کیونکہ وہ ہمیشہ مومنوں کو تکلیف اور پریشانی دینے اور فساد پھیلانے کے لیے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (ال عمران)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے، تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی

ان کو محبوب ہے ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)۔''

بنی آدم پر اللہ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، ان میں روح پھونکی اور انہیں فرشتوں سے سجدہ کروایا تو ساتھ ہی ان کے لیے ان کا دشمن بھی واضح کر دیا اور انہیں اس کی فرمانبرداری اور پیروی سے ڈرایا، اس دشمن کا نام ابلیس ہے جسے اللہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس نے سرکشی، حسد اور تکبر کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝﴾ (طٰہٰ)

''اس پر ہم نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو، یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔''

**بنی آدم پر اللہ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، ان میں روح پھونکی اور انہیں فرشتوں سے سجدہ کروایا تو ساتھ ہی ان کے لیے ان کا دشمن بھی واضح کر دیا اور انہیں اس کی فرمانبرداری اور پیروی سے ڈرایا، اس دشمن کا نام ابلیس ہے**

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بھی احسان ہے کہ انہیں بتا دیا کہ شیطان ان کا دشمن ہے تاکہ وہ اس سے چوکنا رہیں، اس کی چال سے بچیں اور اس کی فریب کاری کو ناکام بنائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝﴾ (فاطر)

''درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔''

پھر فرمایا:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝﴾ (الکھف)

''یاد کرو، جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا اس لیے اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا۔ اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اُس کو اور اس کی ذرّیت کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔''

جس طرح ایک دانشمند آدمی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے دشمن کو پوری طرح پہچانے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے مقابلے کے لیے اپنی نیت کو بھی درست کرے۔ نیت محض اس پر غلبہ پانے، اس کے مقابلے میں اپنی طاقت، قوت اور غیرت کا اظہار کرنے یا فخر اور ناز کرنے کی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس راہ میں آدمی کا مطلوب و مقصود اللہ کی رضا مندی کا حصول اور اس کے کلمے کی سربلندی ہونا چاہیے۔

چونکہ شیطان یہ بات جانتا ہے کہ دنیا میں انسان کی فلاح و کامرانی اور قیامت کے دن اس کی نجات اور کامیابی کا دارومدار اللہ کی جانب سے آنے والی ہدایت اور اس کے امر و نہی کی پیروی کرنے پر موقوف ہے چنانچہ وہ اس بات کی شدید حرص رکھتا ہے اور ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ اسے اس کے پروردگار کی فرمانبرداری سے روکے، اس کے دل میں نافرمانی کو مزین کر دے اور اسے مختلف طریقوں اور حربوں سے گمراہ کرتا رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس نے یہی کچھ کیا تھا جب انہیں اس درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دلائی جس سے اللہ نے انہیں روکا تھا۔ جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (الأعراف)

''اور اے آدم! تو اور تیری بیوی، دونوں اس جنت میں رہو، جہاں جس چیز کو تمہارا جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے اُن کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے اس نے ان سے کہا، تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ، یا تمہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا آخرکار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے تب ان کے رب نے انہیں پکارا، کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس معاملے میں لوگوں کی دو اقسام ہیں: ایک وہ قسم ہے جو اللہ سے محبت اور دوستی رکھتی ہے، اس کی اور اس کے پیغمبروں کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ جبکہ دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں جو شیطان سے دوستی رکھتے ہیں اور اسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿البقرة﴾

''وہ (شیطان) تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔''

یہی دوسری قسم کے لوگ جو شیطان سے دوستی رکھتے اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہی ہیں جو اللہ کی راہ سے، صراطِ مستقیم سے اور دینِ متین سے ہٹے ہوئے ہیں۔ یہی راہ کو چھوڑ کر مختلف طریقوں اور راستوں پر چل رہے ہیں اور کئی فرقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن ان سب کے مابین ایک قدر مشترک ہے کہ یہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کے راستے سے منہ موڑ کر بدعتیوں اور خواہش پرستوں کی راہ پر چل رہے ہیں۔ یہی وہ کج روی ہے جو کھلی گمراہی اور صریح گناہ کا باعث ہے۔

اللہ کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت اور اہل ایمان کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے پر چلنا ہی بدبختی، تباہی اور نامرادی کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿النساء﴾

''مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، درآں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو تو اُس کو ہم اُسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔''

## دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اے بندگانِ الٰہی! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ﴾ (الأعراف)

''اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا۔''

اس آیت کی تفسیر میں اہل علم فرماتے ہیں:

''شیطان ہمیشہ اللہ کے ہر پسندیدہ کام کی مخالفت پر بندے کو اکساتا رہتا ہے اور اللہ کے ہر ناپسندیدہ عمل کا ارتکاب کرنے کی ترغیب دلاتا رہتا ہے۔''

﴿اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿البقرة﴾

''تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔''

انسان ہمیشہ شیطان کی پیکار آزمائی کے نشانے پر رہتا ہے، وہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو شیطان اسے دنیا کی وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نماز سے قبل اس کے ذہن میں بھی نہیں ہوتیں۔ یوں اس کی توجہ نماز سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی ایسا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے پیغمبر! شیطان میری نماز کے دوران مجھے الجھاؤ میں ڈال دیتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''اس شیطان کا نام ''خِنزب'' ہے، جب تمہیں یہ محسوس ہو تو تم اس سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دیا کرو۔'' حضرت عثمان بن ابو العاص کہتے ہیں کہ جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے محفوظ کر دیا۔

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو بھاگ کر ''رَوحا'' نامی جگہ پر جا پہنچتا ہے'' جو مدینہ سے چھتیس میل دور ہے۔''

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پادتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے حتی کہ اتنی دور چلا جاتا ہے کہ اذان کی آواز اس تک نہیں پہنچتی۔ پھر جب اذان مکمل ہوتی ہے تو وہ پھر آ جاتا ہے۔ پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے اور اقامت کے مکمل ہونے پر پھر لوٹ آتا ہے اور آدمی کی نماز میں خلل ڈالتا ہے، اسے تلقین کرتا ہے کہ فلاں اور فلاں چیز یاد کرو یوں اسے وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نماز سے پہلے اس کے ذہن میں بھی نہیں ہوتیں حتی کہ آدمی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔''

چنانچہ شیطان کی جنگ کا پہلا میدان جس پر شیطان قبضہ جمانے کی کوشش کرتا ہے، وہ مومن کا دل ہے، جب یہ اس کے قبضے میں آ جائے تو دل کا مالک اس کے قبضے میں آ جاتا ہے، پھر وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے اور اسے اپنے دوستوں کے زمرے میں داخل کر لیتا ہے لیکن اگر آدمی انکار کر دے تو وہ اس سے مسلسل جنگ آزما رہتا ہے اور اس کی غفلت اور کمزوری والی گھڑی کا منتظر رہتا ہے لیکن ایک سچا مومن ایسے لمحات میں بھی اللہ کے فضل سے شیطان سے بچتا رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿الأعراف﴾

''حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں اُن کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لیے صحیح طریق کار کیا ہے۔''

چنانچہ یہ ایک عارضی صورت حال ہوتی ہے جو اللہ کی جانب رجوع کرنے پر جلد ہی ختم ہو جاتی ہے لیکن شیطان کے بھائی اپنی گمراہی میں غرق رہتے ہیں اور اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر نہیں کر پاتے۔

یاد رکھیے کہ اپنی ذات اور اپنے دل کو شیطان سے بچانے کے لیے اللہ کے حضور التجاء کرنا، اس کی پناہ میں آنا اور اس کا بکثرت ذکر کرتے رہنا مومن کی تلوار ہے۔

اس لیے اللہ سے ڈرتے رہو، اپنے نفس، خواہش اور شیطان سے اور اس کے اعوان و انصار سے مجاہدہ کرتے رہو، اس طرح بخشش، اللہ کی رضا اور جنتوں کے بلند درجے تمہارا مقدر بنیں گے۔

❀❀❀❀❀

# فضائل اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین

تحریر: جناب پروفیسر حافظ محمد عبدالاعلیٰ (بریڈفورڈ۔ برطانیہ)

فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت اور تمام محدثین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام صحابہ کرام امتیوں کی جرح و قدح سے بالکل پاک ہیں۔ جو شخص بھی اصحاب میں سے ہو اس پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ الصحابۃ کلھم عدول۔ انبیائے کرام معصوم ہیں اور اصحاب کرام محفوظ ہیں۔ اسی لیے رضی اللہ عنہم ہیں۔ مبشرین بالجنۃ ہیں۔ بیشک وہ انسان ہی تھے، خطا و نسیان کے حامل تھے لیکن ان کی تربیت امام کائنات، ہادی برحق نے فرمائی اس لیے ان کی تمام خطائیں معاف کر دی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے دنیائے مذاہب میں صرف اہل الحدیث ہیں جن کا مسلک یہ ہے ورنہ دوسرے مسالک میں کہیں نہ کہیں جھول موجود ہے۔ کوئی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان اقدس کو تحقیق و روایات کی سان پہ چڑھاتا ہے اور کوئی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کسی نہ کسی حوالے سے نقد و جرح کر کے اہل سنت کے اصولوں سے انحراف کرتا ہے۔ آیئے اس موضوع کو ایمان کی شکل میں مزید نکھارتے ہیں۔

کتب اصول میں صحابی کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ صحابی وہ خوش نصیب انسان ہے جسے نبی کریم ﷺ کو بحالت ایمان دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کے سینے پر انوار رسالت براہ راست پڑے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے بلند مرتبہ جماعت اصحاب محمدؐ کی ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے محبت و عشق کو ایک ایسا عنوان دیا جس سے تاریخ نا آشنا تھی۔ عقیدت و جانثاری کے وہ باب رقم کیے جن سے صفحات تاریخ بالکل خالی تھے۔ ان سعید روحوں نے اسلام کے پرچم کو پوری دنیا میں لہرا دیا۔ مشرق و مغرب کی طنابیں کھینچ لیں اور جذبہ فداکاری کی وہ وہ مثالیں قائم کیں، جنہیں سن کر انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ ''حضور اطہر ﷺ کے احترام، اعزاز اور محبت کے تقاضوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کے ساتھیوں، رفقائے کار کی عزت، ان کا ادب اور ان سب کا اعزاز و اکرام کیا جائے۔ ان کے حق کو پہچاننا، ان کی اتباع کرنا، ان کی تعریف کرنا، ان کیلئے دعائے رحمت و استغفار کرنا، ان کے باہمی اختلافات میں دلچسپی نہ لینا اور مناقشات پر لب نہ کھولنا اور جاہل، بے دین، عظمت صحابہ سے ناواقف بدعتی مؤرخین کی پھیلائی ہوئی جھوٹی خبروں کی طرف توجہ نہ کرنا جس سے صحابہ کرام کی شان میں تنقیص و تحقیر پیدا ہوتی ہو۔ ایسی تمام خبروں کی اچھی تاویل کرنا چاہیئے ورنہ نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ بلکہ صحابہ کرام کی خوبیاں بیان کرنا، ان کی تعریف و مدح کرنا اور ان کے ساتھ روز قیامت اٹھنے کی خواہش کرنا..... یہ سب امور محبت رسول سے ہی تعلق رکھتے ہیں''

سورہ الفتح کے آخر میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر شدید اور آپس میں رحیم ہیں، تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ رکوع و سجود میں مشغول اور اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی جستجو میں ہیں، ان کی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کا نشان ہے، ان کی یہ صفت تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی صفت یوں دی گئی ہے، کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، جس سے کسان خوش ہو گئے، اور اس کے پھلنے پھولنے پر کفار کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان ایماندار اور صالح اعمال والوں کو مغفرت اور اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

ان تمام لوگوں پر اللہ راضی ہو چکا ہے اور انہیں دنیا ہی میں چلتے پھرتے جنت کی بشارت دے چکا ہے۔ اہل بیعت شجرہ کے بارے میں سورہ الفتح میں ارشاد ہوا کہ ''یقیناً اللہ راضی ہو گیا ان مومنوں سے جب وہ درخت تلے تمہاری بیعت کر رہے تھے۔ ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ سورہ الاحزاب میں حق تعالیٰ نے اپنے وفاشعار بندوں کی یوں تحسین فرمائی کہ ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد کو خوب نبھایا۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝﴾

سورہ توبہ میں حق تعالیٰ نے تمام اصحاب محمد ﷺ پر اپنی رضامندی کو ان کی رضامندی سے ملایا ہے اور

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگو: میں ابوبکر سے خوش ہوں، میں عمر سے، علی سے، عثمان سے، طلحہ سے، زبیر سے، سعد سے، سعید سے، عبدالرحمن بن عوف سے اور ابوعبیدہ سے خوش ہوں۔ تم ان کا مرتبہ پہچانو، اے لوگو! حق تعالیٰ نے جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی اور بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ تم میرے صحابہؓ کے بارے میں میرا لحاظ کیا کرو اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ روز قیامت تم سے کسی ظلم کے بدلے کا مطالبہ کریں پھر وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ میرے ساتھیوں اور میرے دامادوں کی رعایت کیا کرو۔ جو ان کے بارے میں رعایت کرے گا اللہ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت فرمائیں گے اور جو ان کے بارے میں میرا بھی لحاظ نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں اور جس سے اللہ

بری ہوجائے وہ اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔

مزید ارشاد ہوا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ، جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میری وجہ سے بغض رکھتا ہے۔ جو شخص ان کو اذیت دیتا ہے وہ مجھے اذیت دیتا ہے، (عنقریب وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا) سب سے بہتر زمانہ میرا پھر میرے صحابہ کا اور پھر ان کے بعد والوں کا۔

[اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم من بعدی غرضا فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم وخیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم...]

علماء نے لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ خلافت صدیقی سے خلافت عثمانی تک تین زمانوں کا اس حدیث میں اشارہ کیا گیا کیونکہ ان تینوں خلفاء کے ادوار بہت امن واستقرار والے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے زیادہ رحم والے ابوبکر ہیں، اور سب سے زیادہ اللہ کے احکام کو نافذ کرنے والے عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیادار عثمان ہیں۔ اور سب سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والے علی اور سب سے زیادہ قرآن کے قاری ابی بن کعب ہیں۔ اور سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابت ہیں اور حلال وحرام کے عالم معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا امین ہوا کرتا تھا جبکہ میری امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

سہل بن عبداللہ تستریؒ کہتے ہیں کہ جو شخص صحابہ کی تعظیم نہ کرے وہ حضور پر ایمان ہی نہیں رکھتا۔ حضرت ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ جس شخص نے ابوبکر سے محبت کی وہ صراط مستقیم پر چلا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے دین کے واضح راستے کو پالیا اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ اللہ کے نور سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی اس نے دین کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔ جو صحابہ کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق اور سنت کا دشمن ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دیا کرو اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کی برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

[لَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَااَدْرَکَ مُدَّاَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہ] (قال الترمذی حدیث حسن)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک آدھ مٹھی جَو کے برابر نہیں ہوسکتا (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ جو میرے صحابہ کو گالیاں دے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل۔ اللہ نے انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوق میں سے میرے صحابہؓ کو چھانٹ لیا ہے اور ان میں سے چار کو ممتاز کیا ہے۔ ابوبکر و عمر وعثمان اور علی۔ ان کو تمام لوگوں پر فضیلت دی۔

## خلافت راشدہ وعدہ ربانی تھی

سورہ نور میں حق تعالیٰ نے اپنے نبی کے صحابہؓ سے وعدہ فرمایا کہ وہ زمین کے وارث بنیں گے اور خلافت علی منہاج النبوت قائم کریں گے۔

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾

تاریخ ان حقیقتوں کی شاہد ہے کہ ایسے ہی ہوا۔ اور ہمیشہ اللہ کا وعدہ پورا ہوکر رہا، کیونکہ وہ وعدہ پورا کرنے پر قادر ہے۔ مثلاً اس نے حضرت یوسفؑ سے اس وقت وعدہ کیا تھا جب بھائی انہیں کنویں میں گرا رہے تھے کہ تم انہیں ان کے کرتوتوں سے آگاہ کرو گے اور ان کو اس کا شعور بھی نہ ہوگا

اسی طرح ایک وعدہ ام موسیٰ سے رب نے کیا تھا کہ اس بچے کو دودھ پلاؤ اور ڈر لگے تو نیل کی لہروں کے حوالے کردو، ہم اسے تمہارے پاس لوٹا دیں گے اور اسے نبی بنادیں گے۔

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾

اور ایسا ہی ہوا کہ ام موسیٰ دودھ اپنے بچے کو پلاتی تھیں اور وظیفہ فرعون سے وصول کرتی تھیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تاج نبوت سے بھی مزین کئے گئے۔

ان دو مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا بھی کرتا ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے اصحاب محمدؐ سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں زمین میں استخلاف عطا کروں گا۔ لہذا خلافت راشدہ اسی وعدہ ربانی کا نتیجہ تھی۔ اگر اس ترتیب کو زیر و زبر کیا جائے تو قرآن کی صداقت مشکوک ہوجاتی اور وہ سب کچھ الٹ ہوجاتا ہے جو ہمارا سرمایہ افتخار ہے، جس پر ہمیں ہی نہیں پوری انسانیت کو ناز ہے۔ اور یہی اسلام کا دشمن چاہتا ہے کہ اس سلسلے کو ہی مشکوک قرار دیدیا جائے۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسولؐ سے وعدہ فرما رہا ہے کہ وہ آپ کی امت کو زمین کا مالک بنا دے گا، لوگوں کا سردار کردے گا، ملک ان کی وجہ سے آباد ہوگا۔ بندگان خدا کے دل ان کی وجہ سے شاد ہوں گے۔ آج یہ لوگوں سے لرزاں وترساں ہیں کل یہ امن و اطمینان والے ہوں گے۔ حکومت ان کی ہوگی، سلطنت ان کے ہاتھوں میں ہوگی۔

الحمد للہ..... ہوا بھی ایسے ہی! مکہ خیبر، بحرین، جزیرہ عرب اور یمن تو خود نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں فتح ہوگئے تھے۔ ہجر کے یہودیوں نے جزیہ دے کر ماتحتی قبول کرلی تھی، شام کے بعض حصوں کا بھی یہی حال ہوا۔ شاہ روم ہرقل نے تحائف روانہ کیے، مصر کے والی نے تحفے بھیجے، اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے اور عمان کے شاہان نے بھی اپنی اطاعت گزاری کا ثبوت دیا۔ حبشہ کے بادشاہ تو بہت پہلے اسلام قبول کرچکے تھے۔

نبی کریمؐ کے بعد صدیق اکبرؓ نے عنان خلافت سنبھالی تو انہوں نے جزیرہ عرب میں حکومت کو بہت

مضبوط کردیا۔ آپ نے بلاد فارس میں خالدؓ بن ولید کی قیادت میں فوج بھیجی جس نے فتوحات کا سلسلہ شروع کردیا۔ کفر کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، اور اسلام کے شجر سایہ دار سے زمین میں رونق اور چہل پہل شروع ہوگئی۔ بلادِ شام میں حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو روانہ کیا جنہوں نے صلیبی نشانات اوندھے منہ گرادیے۔ مصر میں حضرت عمروؓ بن عاص نے اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ اس طرح دور خلافت ابوبکرؓ میں ان ممالک مذکورہ کے علاوہ بصرہ، دمشق اور حران مسلمانوں کے زیرنگیں آگئے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کی رحلت کے بعد عنانِ حکومت حضرت عمر فاروقؓ جیسے زبردست ہاتھوں میں آگئی تو شام ومصر اور ایران کا پورے کا پورا علاقہ فتح ہوگیا۔ دور فاروقی ہی میں کسریٰ کی پرشوکت سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ خود کسریٰ کو منہ چھپانے کیلئے کوئی جگہ نہ ملی۔ دوسری بڑی سلطنت یا سپر پاور رومی سلطنت کا نام ونشان مٹ گیا، خود قیصر شام سے بھاگا اور قسطنطنیہ جا کر پناہ گزین ہوا۔ ان سلطنتوں کی صدیوں کی حکومت، شان وشوکت اور دولت وثروت ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے ہاتھ لگی جو اپنی نیک نفسی، اپنی شرافت، اپنے خلوص اور اپنی بے نیازی میں اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت فاروقؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آتا ہے تو آپ کی مساعی سے مشرق ومغرب کی طنابیں سمٹ جاتی ہیں۔ اللہ کی تلواریں توحید خداوندی کو اقصائے مشرق ومغرب تک پھیلا دیتی ہیں۔ دورِ عثمانی ہی میں اندلس، قبرص، قیروان، دستیہ اور چین تک اسلامی فتوحات کا دائرہ پھیل جاتا ہے۔ کسریٰ قتل ہوجاتا ہے۔ اس کے ملک کا نام ونشان ختم ہوجاتا ہے۔ ہزارہا برس سے روشن آتشکدے بجھ جاتے ہیں اور ہر اونچے ٹیلے سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں۔ دوسری جانب مدائن، عراق، خراسان، اہواز سب فتح ہوجاتے ہیں۔ ترکوں سے جنگ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں خاقان اکبر ذلیل وخوار ہوجاتا ہے اور اس نے خود مشرقی ومغربی کونوں سے اپنے خراج بارگاہ خلافت میں بھجوائے۔ حق تو یہ ہے کہ ان مجاہدین کی ان جانبازیوں میں جان ڈالنے والی چیز آپ کی تلاوت قرآن سے محبت تھی حضرت عثمانؓ کو تلاوت قرآن کے ساتھ بے مثال شغف تھا۔ قرآن جمع کرنے، اسے حفظ کرنے، اس کی اشاعت کرنے، اس کی حفاظت کرنے میں جو نمایاں خدمات حضرت عثمانؓ نے سرانجام دی ہیں وہ یقیناً عدیم المثال ہیں۔ آپ کے زمانے کو دیکھو اور نبی کریمؐ کی اس پیشگوئی کو دیکھو کہ آپ نے فرمایا تھا میرے لیے زمین کی طنابیں کھینچ دی گئیں یہاں تک کہ میں نے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا کہ جہاں تک میری امت کی سلطنت پہنچ جائے گی۔

سچ تو یہ ہے کہ عرش بریں کے نیچے اور فرش زمین کے اوپر کسی نبی کے خلفاء کا ایسا پاکباز دور نہیں آیا۔ ان خلفائے راشدین جیسی قوت، نیک نفسی، سیرت کی بلندی، کردار کی رفعت، عدل کا کمال، خدا ترسی کی روایات، رحمت وشفقت بھرا دور کسی نے نہیں دیکھا۔

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں یہ آیت اتری اس زمانے میں ہم سخت خوفزدہ رہتے تھے۔ پھر اللہ نے ہمیں امن واطمینان نصیب فرمادیا۔

ایک اور صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاکؐ سے عرض کی کہ کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی ڈرتے رہیں گے۔ کیا ہماری زندگی میں کوئی گھڑی امن واطمینان اور سکون والی نہیں آئے گی۔ کیا ہم کبھی ہتھیاروں کے بوجھ سے سبکسار نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کچھ دن صبر کرلو پھر تم دیکھو گے کہ تمہاری مجلسیں بغیر ہتھیار کے سجا کریں گی۔ پھر وہ وقت آیا جب پورے جزیرہ عرب میں کوئی کافر باقی نہ رہا، مسلمانوں کے دلوں سے خوف نکل گیا۔ اور یہ ساری ایمان افروز راحتیں تین خلفاء کے زمانوں تک برابر جاری رہیں۔

ایک حدیث میں عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رسول پاک نے فرمایا: عدی! تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ عرض کی سنا ہے، فرمایا: اس رب کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ میرے اس دین کو کامل طور پر پھیلائے گا اور امن وامان کا حال یہ ہوگا کہ ایک سانڈنی سوار تنہا عورت حیرہ سے چلے گی اور بیت اللہ پہنچ کر طواف کرے گی۔ پھر وہ واپس چلی جائے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی قسم کا خوف وخطر نہ ہوگا۔ عدی! تو یقین کر کہ شاہ ایران کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے اور ارض بابل کا سفید محل (Whit House) مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ پھر اس قدر مال کی فراوانی ہوگی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ ان تینوں پیشگوئیوں میں سے دو پیش گوئیاں تو میری موجودگی میں پوری ہوگئیں۔ اکیلی عورتیں حیرہ سے چلتی ہیں اور بے دھڑک بیت اللہ پہنچ کر طواف کرتی ہیں۔ کسریٰ کے خزانے فتح کرنے والوں میں میں خود بھی موجود تھا اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی پوری ہوگی۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ وہ اس آیت سے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت کی حقانیت پر استدلال کیا کرتے تھے (ج ۳: ص ۵۹۶/۵۹۷)

گویا ؎

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے
ٹھنڈا کیا آتش ویراں کو ہم نے
زندہ کیا تذکرہ یزداں کو ہم نے

جس مقدس جماعت نے اللہ کے قرآن اور محمد مصطفیٰؐ کے فرمان کو سینوں اور سفینوں میں محفوظ کیا، حفظ واتقان کی ناقابل یقین مثالیں قائم کیں۔ قرآن کی موجودہ شکل یہ صدقہ جاریہ بھی انہی صحابہؓ کا ہے۔ ہجری کیلنڈر سے کون واقف نہیں؟ یہ صدقہ جاریہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا ہے۔ جو بھی انسان اس کیلنڈر کو استعمال کرتا ہے وہ آپؓ کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ یہی وہ مقدس جماعت ہے جس کے بارے میں سرور ثقلینؐ نے فرمایا تھا کہ: اگر عام امتی احد پہاڑ جتنا سونا بھی صدقہ کرے تو وہ میرے صحابی کی ایک مٹھی جَو کے برابر بھی ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔

❀❀❀❀❀


## ضرورت شیخ الحدیث

جامعہ ام حبیبہ للبنات لاہور میں کہنہ مشق اور قابل (مرد) استاد کی فوری ضرورت ہے جو تمام کتب احادیث، تفسیر جلالین اور گرائمر پڑھانے کے ماہر ہوں۔ شادی شدہ یا عمر رسیدہ ہوں۔ نیز ایک حافظہ قاریہ کی ضرورت ہے جو شعبہ حفظ اور تجوید وقراءت پڑھا سکے۔

رابطہ: - 0302-7575175
0302-8484044 - 0323-8800582

# کاروانِ علم وادب

تحریر

جناب عبدالرشید عراقی

## ۱۔ پروفیسر ساجد میر

پروفیسر سینیٹر علامہ ساجد میر حفظہ اللہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے برادر زادہ پروفیسر عبدالقیوم مرحوم ومغفور کے فرزند ارجمند ہیں۔

ان کا سن ولادت ۱۹۳۸ء/ ۱۳۵۷ھ ہے۔ عصری تعلیم ایم اے انگلش ہے۔ دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ دینی علوم میں ان کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد علی جانباز اور مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے ایم اے انگلش کے ساتھ ایم اے اسلامیات کا امتحان بھی امتیازی نمبروں میں پاس کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد ملازمت کا آغاز جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ سے کیا۔ وہاں انگلش کے پروفیسر مقرر ہوئے لیکن اسلامیہ کالج میں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے اور گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں تدریس پر مامور ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد ان کا تبادلہ لاہور کر دیا گیا۔ لاہور انسٹی ٹیوٹ میں دو سال تک تدریس فرمائی۔ اس کے بعد حکومت نائیجیریا نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں۔ آپ نائیجیریا میں فیڈرل سکول آف آرٹس اینڈ سائنسز میں چیف ایجوکیشن آفیسر کے منصب پر فائز ہوئے۔ نائیجیریا میں آپ کی ملازمت کی مدت ۱۰ سال ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو منظم اور فعال بنانے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی شہادت ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو ہوئی۔ شہات کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے اور بعد میں ان کو مرکزی جمعیت کا امیر منتخب کیا گیا اور تا ہنوز آپ امیر چلے آرہے ہیں۔

آپ ن لیگ کی طرف سے سینیٹر منتخب ہوئے اور اب بھی آپ سینیٹر ہیں۔ حکومت سعودی عرب نے آپ کو رابطہ عالم اسلامی کا ممبر منتخب کیا۔

علم وفضل کے اعتبار سے پروفیسر ساجد میر ایک وسیع النظر عالم دین اور صاحب فکر وبصیرت انسان ہیں۔ آپ کا تدبر وفکر، سیاسی سوجھ بوجھ، معاملہ فہمی، شرافت نفس، ذکاوت حس، اخلاص وصداقت، صبر وضبط اور استقلال وبصالت، مخالف وموافق سبھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

اتنے بڑے عالم اور سیاسی رہنما ہونے کے باوجود مزاج میں رعونت، اکڑ فوں، تعلّی، خودستائی اور شیخی نہیں ہے۔ مودت، اخوت، اخلاق، شرافت، دوستی، مروت، وضعداری، رواداری اور خوش مذاقی ان کے کردار کے خاص اوصاف اور نمایاں جوہر ہیں۔

پروفیسر صاحب بڑے حساس، ذہین، فطین اور شگفتہ مزاج ہیں۔ مولویوں کی عام خشک مزاجی اور ملائیت سے کوسوں دور ہیں۔ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک ہیں۔ ان کی گفتگو اور عام برتاؤ میں شگفتگی اور خوش مزاجی نمایاں رہتی ہے۔

پروفیسر ساجد میر صاحب سیاسیات حاضرہ سے پوری طرح باخبر ہیں۔ ان کی سیاسی سرگرمیاں ن لیگ سے وابستہ ہیں اور سیاسی لحاظ سے ایک کا نقطہ نظر ابتدا ہی سے یہی رہا ہے۔ جس کا اظہار شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر میں کیا ہے ؎

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری سیاست ہو
جدا ہو دیں سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پروفیسر صاحب تصنیف وتالیف کا بھی عملا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کے علمی، دینی، تاریخی وتحقیقی مقالات مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ انگریزی زبان پر مکمل عبور ہے اور انگریزی میں بھی ان کے کئی مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

''عیسائیت'' پر ان کی ایک بڑی علمی ووقیع کتاب اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب نے اندرون وبیرون ملک میں بہت زیادہ مقبولیت وشہرت حاصل کی ہے۔ بہرحال پروفیسر صاحب نے جو تھوڑا بہت لکھا ہے وہ انتہائی سلیقہ سے لکھا ہے۔ آپ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اندرون پاکستان اور عالم اسلام میں ان کو انتہائی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں خوش وخرم رکھے۔

## ۲۔ پروفیسر قاضی مقبول احمد

(ولادت۔ ۱۹۳۷ء)

پروفیسر قاضی مقبول احمد جماعت اہل حدیث پاکستان میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کی عصری تعلیم ایم اے ایل ایل بی ہے۔ فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کر رکھا ہے۔ دینی تعلیم جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں اپنے دور کے نامور اساتذہ کرام سے حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) اور مولانا شریف خاں سورتی رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد ایک سال جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ میں تدریس فرمائی۔ اس کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی اور پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت دینی تعلیم کی تدریس سے غافل نہیں رہے۔ وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ آج کل ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور کی مجلس ادارت کے رکن ہیں اور جامع مسجد لال اہل حدیث محلہ اسلام آباد گوجرانوالہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں محمد یوسف سجاد قاضی صاحب کی شخصیت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

''پروفیسر قاضی مقبول احمد جماعت اہل حدیث کے ایک ممتاز دانشور اور صاحب طرز خطیب ہیں۔ ذہانت وفطانت میں ایک منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ کی گفتگو انتہائی عالمانہ اور مؤثر ہوتی ہے۔ بڑے شگفتہ مزاج واقع ہوئے ہیں۔''

قاضی صاحب تحریر وتقریر کا اچھا ملکہ رکھتے ہیں۔

ان کے مضامین ومقالات جماعتی رسائل وجرائد کے علاوہ دوسرے رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوش وخرم رکھے۔

## ۳۔ پروفیسر ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری

(ولادت۔ ۱۹۴۰ء)

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کی ذات تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ایک معروف ماہر تعلیم، دانشور، مؤرخ ومحقق، مصنف وصحافی، صاحب طرز ادیب، ملت اسلامیہ کے درد مند رہنما، مذہب وسیاست کے مجمع البحرین اور تحریک آزادی کے اکابر میں ایک منفرد شخصیت کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔ ان کی تصانیف میں سب سے زیادہ کتابیں مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار ونظریات سے متعلق ہیں۔ برصغیر کی تحریک آزادی کی تاریخ سے کما حقہ واقف ہیں اور اس بارے میں ان کی اپنی ایک رائے ہے۔

تاریخ پر ان کو کافی عبور ہے۔ تحریر وتقریر میں بھی ان کی حیثیت ایک ارفع واعلیٰ مصنف کی ہے اور کامیاب لکھنے والوں میں شامل ہیں۔ ان کی زبان وقلم میں بلا کی شگفتگی اور دلآویزی پائی جاتی ہے۔ آپ کی تقریروں وتحریروں میں علم وروحانیت، فکر وبصیرت اور تحقیق وکاوش کے جوہروں کے ساتھ ساتھ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی دلآویزی پائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالات ومضامین اتنے جامع وعلمی وتحقیقی ہوتے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے ان کے علمی تبحر، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے دینی تعلیم اپنے وطن شاہجہانپور اور مراد آباد میں مختلف اساتذہ سے حاصل کی، تقسیم ملک کے بعد کراچی میں اقامت پذیر ہوئے اور ایم اے، پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ فراغت تعلیم کے بعد گورنمنٹ کالج کراچی اور بعد میں کراچی یونیورسٹی سے منسلک ہو گئے اور یونیورسٹی سے ہی ریٹائر ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب کی تمام تصانیف اپنے موضوعات کے اعتبار سے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں تاہم ان کی تصانیف میں مولانا ابوالکلام آزاد پر زیادہ کتابیں ہیں۔ ان کی مشہور تصنیف میں مولانا ابوالکلام آزادؒ ''شخصیت ومطالعہ'' مولانا محمد علی جوہر ''حالات وخدمات'' افکار حالی اور حال ہی میں محمد علی جناحؒ ''شخصیت وسیاست'' ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اخلاق وعادات کے لحاظ سے بڑے نیک سیرت، شریف النفس، خوش اخلاق، خوش گفتار اور زندہ دل انسان ہیں۔ ان سے صرف ایک بار سوہدرہ میں ملاقات ہوئی۔ جہاں آپ ۱۹۹۴ء میں پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی سے ان کے والد پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لائے تھے۔ ٹیلیفون پر راقم سے کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اور ان کے علم عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

## ۴۔ مولانا محمد اکرم جمیل

مولانا محمد اکرم جمیل، شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کے بہنوئی ہیں۔ سن ولادت ۱۹۴۳ء ہے۔ عصری تعلیم میٹرک ہے۔ دینی تعلیم مختلف دینی مدارس سے حاصل کی اور سند فراغت جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد صادق خلیل، حافظ عبدالسلام بڈھیمالوی، مولانا شریف اللہ، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی اور حضرت العلامۃ حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ اجمعین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد شعبہ تدریس سے منسلک ہو گئے۔ آج کل آپ جامعہ علوم اثریہ جہلم میں صدر مدرس کے منصب پر فائز ہیں اور جامع الصحیح البخاری کا درس دیتے ہیں۔ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ ان کی غالباً دو کتابیں بک کارنر جہلم نے شائع کی ہیں۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ہے بڑے اخلاق سے ملتے ہیں۔ مہمان نواز بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے۔

## ۵۔ مولانا محمد الیاس اثری

(ولادت۔ ۱۹۴۷ء)

مولانا محمد الیاس اثری نامور اہل حدیث عالم اور مدرس ومفسر قرآن ہیں۔ دینی تعلیم میں ان کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی اور حضرت العلام مولانا حافظ محدث محمد گوندلوی رحمہم اللہ اجمعین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ میں ۱۴ سال تک تدریس فرمائی۔ اب نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں اپنا ایک علیحدہ مدرسہ بنایا ہے۔ مدرسہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

تفسیر قرآن میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ ''مصباح القرآن'' کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے جو اس وقت کمپوزنگ کے مراحل میں ہے۔ علاوہ اس کے مولانا سید نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب ''آیات الاحکام'' (عربی) کا اردو میں ترجمہ کر کے شائع کی ہے۔ اخلاق وعادات کے اعتبار سے بڑے ملنسار، خوش گفتار وخوش اخلاق اور تقویٰ وطہارت کا پیکر ہیں۔ جب بھی ملاقات ہوتی ہے بڑی خوش اخلاقی اور مودت سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے۔ بڑے وضعدار انسان ہیں۔

## ۶۔ مولانا عمر فاروق سعیدی

(ولادت۔ ۱۹۵۱ء)

مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ بہت بڑے مصنف، قابل مدرس، عربی زبان کے نامور ادیب اور عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے میں مہارت تامہ رکھنے والے عالم دین ہیں۔

مولانا عمر فاروق کا سن ولادت ۱۹۵۱ء ہے۔ والد محترم کا اسم گرامی مولانا عبدالعزیز سعیدی تھا۔ جو ایک نامور عالم دین، عابد وزاہد اور صاحب تدریس تھے۔ مولانا عمر فاروق سعیدی نے دینی تعلمی کی تحصیل دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والہ، دارالحدیث رحمانیہ کراچی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد تدریس سے منسلک ہوئے۔ پہلے کچھ مدت جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریس فرمائی اور پھر جامعہ ابوبکر الاسلامیہ کراچی چلے گئے۔ وہاں ۱۸ سال تک مسند تدریس پر فائز رہے۔

مولانا عمر فاروق کی عصری تعلیم فاضل عربی اور ایف اے ہے۔

تصنیف وتالیف کا عمدہ شوق ہے، عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کا انہیں خاص ملکہ حاصل ہے۔ اب تک درج ذیل عربی کتابیں ان کے ترجمہ سے شائع ہو چکی ہیں۔

① سنن ابی داود (ترجمہ وفوائد) مطبوعہ دارالسلام
② جائز وناجائز تبرک (ترجمہ) التبرک المشروع وغیر المشروع (مطبوع)

③ علوم الحدیث (ترجمہ) علوم الحدیث شیخ محمد علی قطب (مطبوع)

④ تیسیر مصطلح الحدیث (ترجمہ) تیسیر مصطلح الحدیث از علامہ محمود الطحان (مطبوع)

⑤ فضائل واعمال (ترجمہ) کفایۃ العبد وتحفۃ الزہد حافظ عبدالعظیم منذری

⑥ ترجمہ الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ۔ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں

ان کی اور بھی کتابیں ہیں جن کا ترجمہ مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب نے کیا ہے اور وہ کتابیں مطبوع ہیں۔

مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب بڑے محنتی اور مطالعہ کے شوقین عالم دین' بڑے شریف النفس' وضعدار اور محبت کرنے والے انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے۔

## ۷۔ مولانا حافظ عبدالستار الحماد

(ولادت۔ ۱۹۵۲ء)

مولانا حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث کے جید عالم دین' مدرس' واعظ' مقرر' دانشور' مؤرخ ومحقق' مصنف اور مفتی ہیں۔ عربی' فارسی' اردو زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں ان کو اللہ کے فضل وکرم سے ید طولیٰ حاصل ہے۔ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور میں ہر ہفتہ باقاعدگی سے ان کے فتاویٰ شائع ہوتے ہیں۔ فتاویٰ بڑی تفصیل سے قرآن وحدیث' آثار صحابہ واقوال تابعین وائمہ عظام کی روشنی میں دیتے ہیں۔

حافظ عبدالستار الحماد نے علوم اسلامیہ کی تکمیل مختلف اہل حدیث علمائے عظام سے کی۔ بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور سند حاصل کی۔ مدینہ منورہ سے واپس آنے کے بعد حافظ عبدالستار الحماد کو سعودی حکومت کی طرف سے مبعوث کی حیثیت سے جامعہ اسلامیہ (بند روڈ لاہور) میں ان کی تقرری عمل میں آئی۔ کچھ عرصہ بعد حافظ صاحب کا تبادلہ مدرسہ انور طاہر والی ضلع رحیم یار خاں کر دیا گیا۔ (یہ مدرسہ دیوبندی فکر کا تھا) اس مدرسہ میں کچھ مدت بعد حافظ عبدالستار الحماد کا تبادلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں کر دیا گیا۔ اس مدرسہ میں آپ نے صرف ۶ ماہ گزارے۔

پھر حافظ صاحب کا تقرر گورنمنٹ ہائی سکول میاں چنوں میں کر دیا گیا۔ میاں چنوں میں وہ پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ میاں چنوں کے قیام میں حافظ عبدالستار الحماد نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے ایم اے عربی کے امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کیے۔ ایم اے عربی میں انہوں نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

۱۲ جون ۱۹۸۸ء کو حافظ صاحب کا تبادلہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ہو گیا۔ جامعہ سلفیہ میں ان کا قیام پانچ سال تک رہا اور یہ پانچ سال کا عرصہ بڑے اچھے ماحول میں گزرا۔ وہاں حافظ صاحب بہت خوش تھے۔ ذہنی ہم آہنگی' مسلکی یک جہتی اور فکری موافقت اللہ تعالیٰ کا بہت احسان تھا۔ جامعہ سلفیہ سے ان کا تبادلہ جامعہ تعلیم الاسلام مامونکانجن کر دیا گیا۔ اس مدرسہ میں صرف ایک سال رہے۔ یہاں ان کو جامع الترمذی' عقیدہ طحاویہ اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کی تدریس کا موقع ملا۔ حافظ صاحب نے چیچہ وطنی' ملتان کے اہل حدیث مدارس میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔

حافظ عبدالستار الحماد نے ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۲ء جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں درس وتدریس میں گزارے۔ اس مدت قیام میں حافظ صاحب نے جہاد افغانستان میں حصہ لیا۔ ۱۹۹۹ء میں جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے انہیں دعوت نامہ ملا کہ کویت تشریف لائیں اور ''اصلاح معاشرہ'' کے عنوان سے عوام وخواص کے اجتماع سے خطاب کریں۔ چنانچہ حافظ صاحب کویت تشریف لے گئے۔ ایک ماہ قیام رہا اور آپ نے مختلف مساجد میں تقاریر کیں۔

حافظ صاحب تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی چھوٹی بڑی ۱۶ کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ حافظ عبدالستار الحماد کا عظیم علمی کارنامہ مختصر صحیح بخاری از علامہ زبیدی کا ترجمہ اور شرح ہے۔ علاوہ ازیں حافظ صاحب نے علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز کے ۱۸ رسائل کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور یہ تمام رسائل سعودی عرب میں چھپے اور اردو دان حضرات میں تقسیم ہوئے۔

حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ ماشاء اللہ باہمت اور مستعد عالم دین ہیں' ان کا دن رات کا مشغلہ قرآن وحدیث کی تدریس اور اسلامی موضوعات پر تصنیف وتالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش وخرم رکھے اور ان کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

## ۸۔ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

(ولادت۔ ۱۹۵۷ء)

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی نامور عالم دین' علوم اسلامیہ کے ماہر' اور بلند پایہ مدرس ہیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالعزیز سعیدی تھا۔ (جو نامور عالم دین تھے اور مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلویؒ (م ۱۳۸۱ھ) کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے اور بڑے عالم وفاضل شخص تھے۔ خطیب' مقرر' واعظ اور مبلغ تھے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ مسائل فقہ پر بھی ان کی وسیع نظر تھی۔ وہ اچھے مدرس' معاملہ فہم' نکتہ رساں اور وسیع العلم عالم تھے۔ مئی ۱۹۸۱ء میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔)

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی کا سن ولادت ۱۹۵۷ء ہے' دینی تعلیمی کا آغاز اپنے آبائی شہر منکرہ' ضلع بھکر سے کیا۔ اس کے بعد مدرسہ دارالحدیث جلالپور پیر والا ضلع ملتان' جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں حاصل کی۔ ان دونوں مدارس میں جن اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ میں اکتساب فیض کیا ان میں شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث' مولانا محمد رفیق اثری' مولانا محمد صدیق فیصل آبادی' مولانا حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی اور مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔ پاکستان میں تکمیل تعلیم کے بعد مولانا سعید مجتبیٰ عازم مدینہ یونیورسٹی ہوئے اور وہاں یونیورسٹی کا مکمل نصاب کر کے واپس پاکستان تشریف لائے۔ پاکستان واپس آکر آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے (عربی) اور ایم اے (اسلامیات) کے امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کیے۔ اس کے بعد بسلسلہ معاش شعبہ تدریس سے منسلک ہو گئے اور جامعہ لاہور الاسلامیہ (گارڈن ٹاؤن لاہور) میں تدریس پر مامور ہوئے اور تقریباً ۶ سال تک اس مدرسہ میں تدریس فرمائی۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی نے جامعہ لاہور الاسلامیہ میں دوران تدریس ''المعہد العالی للشریعۃ والقضاء'' میں عدالتوں کے' ججوں اور وکیلوں کو اسلامی فقہ اور اسلامی قانون کی تدریس کا

فریضہ انجام دیا۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں کامیابی کے بعد ۱۹۹۰ء میں گورنمنٹ کالج لیہ ضلع مظفر گڑھ میں بطور لیکچرار اسلامیات متعین ہوئے۔ بعض دیگر علمی اداروں میں بھی پڑھاتے رہے۔ متعدد رسائل وجرائد میں مضامین نگاری کا سلسلہ جاری رکھا۔ تصنیف وترجمے کے سلسلے میں انہوں نے کافی کام کیا جو حدیث اور مسائل حدیث سے تعلق رکھتا ہے۔'' (دبستان حدیث ص ۶۴۰)

پروفیسر صاحب کا کچھ مدت صحافت سے بھی تعلق رہا' کئی رسائل کی مجلس ادارت کے بھی رکن رہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور' ماہنامہ محدث لاہور' ماہنامہ نداء الحرمین اور ماہنامہ نداء الجہاد ملتان)

پروفیسر صاحب تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف بعض عربی کتابوں کے تراجم ہیں' ان کا عظیم علمی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ کے لیے امام قرطبیؒ کی ''الجامع لأحکام القرآن'' اور امام جصاص کی ''احکام القرآن'' جیسی دو اہم کتابوں پر تحقیقی کام کیا ہے۔ آپ کی تصانیف میں چند ایک کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ترجمہ وشرح اربعین نووی (۲) آداب دین ودنیا ترجمہ وشرح حدیث ''ذئبان جائعان'' (۳) اللؤلؤ والمرجان (۲ جلد) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی ۱۹۰۶ احادیث کا ترجمہ (۴) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی (ترجمہ) (۵) ترجمہ وشرح تدریب الراوی امام جلال الدین سیوطیؒ

پروفیسر صاحب ماشاء اللہ اب تک کافی علمی کام انجام دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ اللہ کے فضل وکرم سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

## رانا شفیق خاں پسروری

رانا شفیق خاں پسروری ﷾ کی ذات تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ بلند پایہ خطیب' مصنف' مقالہ نگار' صحافی اور ادبی وسیاسی رہنما ہیں۔ آپ مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند ہیں جو اپنے دور کے نامور مبلغ' واعظ' خطیب' مقرر اور مناظر تھے۔ انہوں نے مسلک اہل حدیث کی اشاعت وفروغ میں بڑی محنت کی اور اللہ کے فضل وکرم سے ان کی محنت رائیگاں نہیں گئی۔ ان کی تبلیغی ودینی اور مسلکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں پسرور میں وفات پائی۔

رانا شفیق خاں پسروری کا سن ولادت ۱۹۶۲ء ہے۔ دینی تعلیم کا آغاز جامعہ ابراہیمیہ (اب رحمانیہ) سیالکوٹ سے کیا۔ اس کے بعد جامعہ علمیہ سرگودھا' جامعہ رحمانیہ گوجرانوالہ اور جامعہ ستاریہ کراچی سے علوم عالیہ وشرعیہ میں تکمیل کی۔ کراچی کے قیام کے دوران کراچی یونیورسٹی سے عربی واسلامیات میں ایم اے کے امتحانات پاس کیے۔ علاوہ ازیں وفاق المدارس السلفیہ اور فاضل السنہ الشرقیہ کے امتحانات بھی پاس کیے۔

دینی تعلیم میں پسروری صاحب کے اساتذہ میں درج ذیل علمائے کرام کے اسمائے گرامی ملتے ہیں:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید' مولانا محمد علی جانباز' مولانا عبدالقہار سلفی' مولانا عبدالحکیم (کرم الجلیلی) وغیرہم۔

فراغت تعلیم کے بعد جامعہ ابن تیمیہ متصل جامعہ ستاریہ کراچی میں خطیب رہے۔ بعد میں اپنے آبائی شہر پسرور تشریف لائے اور علی کالج پسرور میں دریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ آج کل لاہور کی مسجد چینیانوالی (اہل حدیث) میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کی مجلس ادارت کے رکن ہیں۔ پیغام ٹی وی کے انچارج ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اکابرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت الامیر سینیٹر پروفیسر علامہ ساجد میر ﷾ کے دست راست ہیں اور جماعتی ودینی سفر میں حضرت الامیر حفظہ اللہ کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

پسروری صاحب تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کی ۳۰ کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ پسروری صاحب بڑے با اخلاق' ملنسار' خوش گفتار اور زہد وورع کے مرقع ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے۔

## چیئرمین انتخابی بورڈ کا مراسلہ ضلعی امراء کے نام

امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دین متین اور مسلک حق کی ترویج وتعریج میں مصروف ہوں گے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ دستور کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث کے عام انتخابات ہونے والے ہیں۔ اس سلسلے میں تمام ضلعی/تحصیلی/شہری جمعیتوں کے انتخابات بھی ہوں گے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے شہر/تحصیل/ضلع کے ارکان شوریٰ کی مکمل فہرستیں 8 نومبر 2014ء تک (زیر دستخطی کو) مرکز میں پہنچا دیں۔

نوٹ: (۱) یاد رہے کہ نئی رکن سازی نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی نیا رکن شوریٰ بنایا جائے گا۔ لہٰذا تمام فہرستیں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے انتخابات 2011ء کے مطابق پہنچائی جائیں۔

(۲) تمام ضلعی تحصیلی اور شہری فہرستیں متعلقہ امیر اور ناظم کے دستخط اور مہر کے ساتھ مرکز میں ارسال کی جائیں۔

شکریہ .....جزاکم اللہ خیرا!.....والسلام

ڈاکٹر عبدالغفور راشد۔ چیئرمین انتخابی بورڈ

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

## انتخابی بورڈ کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی انتخابی بورڈ کا اجلاس بتاریخ 9 نومبر بروز اتوار 11 بجے دن مرکزی دفتر 106 راوی روڈ میں ہوگا۔ جس کی صدارت چیئرمین بورڈ ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب کریں گے۔ اجلاس میں تمام صوبائی امراء وناظمین بھی شرکت کریں گے۔

منجانب: بابر فاروق رحیمی۔ ناظم دفتر

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان 106 راوی روڈ لاہور

## ضروری وضاحت

شمارہ نمبر ۳۸ میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ بچیوں کی شادی کے موقع پر ضرورتمند قرآن مجید مترجم اور کتابیں مفت منگوائیں۔ جس قدر ہمارے پاس قرآن مجید اور کتابیں موجود تھیں وہ خط لکھنے والوں کو بھیج دیں اور سٹاک ختم ہوگیا ہے۔ آئندہ جب بھی ہمارے پاس سٹاک آیا تو خط لکھنے والوں کو مطلوبہ چیزیں بھیج دیں گے۔ فی الحال احباب خط لکھنے کی زحمت نہ فرمائیں۔ شکریہ

منجانب: مرزا آفتاب اقبال' ڈاکخانہ خورد ضلع جہلم

0334-5547994

# اسلامی سائنسی فکر اور پیغمبر انقلاب

تحریر
جناب پروفیسر عبدالعظیم جانباز سیالکوٹ

زندگی میں ہمارے سامنے بہت سے معاملات میں ایسی صورتِ حال آتی ہے جہاں ہمیں دو طبعی چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ صحیح انتخاب وہی کر سکتا ہے جو ''جانتا'' ہو اور ''تمیز'' کر سکتا ہو۔ اس کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے اور علم کے خزینے میں ہونے والے روز افزوں اضافے سے واقف رہنا ضروری ہے۔ ہر دور کا جدید علم، اس کی ایجادات اور اس کی دریافتیں، دراصل اس دور کی سائنس ہوتی ہیں، جو ہمیں جاننے اور تمیز کرنے میں آسانی فراہم کرتی ہیں۔

ایک عرصہ تک ہمارے معاشرے میں خصوصاً مذہبی طبقے کی طرف سے، جدید تعلیم اور سائنس کو مطعون کیا جاتا رہا۔ اب اگرچہ جدید علوم کی اہمیت ہم پر عیاں ہو چکی ہے، لیکن پرانی عادتیں جلدی پیچھا نہیں چھوڑتیں اور جدید علوم کو حاصل کرنے کے حوالے سے جس نالائقی کا مظاہرہ ہم نے ماضی میں کیا، وہ ابھی تک پوری طرح ہمارے دامن سے جدا نہیں ہوئی۔ ضروری ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے اقدامات کیے جائیں کہ اسی میں نہ صرف شخصی بلکہ قومی اصلاح کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

جدید تعلیم سے آشنائی حاصل کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے ہر میدان میں طبع آزمائی شروع کر دی جائے۔ یقیناً اس تعلیم کے بعض پہلو ایسے بھی ہیں جو ہماری دنیا و آخرت کے لیے ضرر رساں ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

اسلام کی فطری تعلیمات نے ہمیشہ ذہن انسانی میں شعور و آگہی کے اَن گنت چراغ روشن کر کے اسے خیر و شر میں تمیز کا ہنر بخشا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکار کو سائنسی علوم کے حصول کا درس دیتے ہوئے ہمیشہ اعتدال کی راہ دکھائی ہے۔ اسلام نے اس کارخانہ قدرت میں انسانی فطرت اور نفسانیت کے مطابق انسان کو احکامات اور ضابطوں کا ایک پورا نظام دیا ہے اور اس کے تضادات کو مٹا کر اسے اپنے نصب العین کی سچائی کا شعور عطا کیا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے سفر کی ابتدائی صدیوں میں تفکر و تدبر کے ذریعے سائنسی علوم میں نہ صرف بیش بہا اضافے کیے، بلکہ انسان کو قرآنی احکامات کی روشنی میں تسخیر کائنات کی ترغیب بھی دی۔ چنانچہ اس دور میں بعض حیران کن ایجادات بھی عمل میں آئیں اور سائنسی علوم کو ایسی ٹھوس بنیادیں فراہم ہوئیں جن پر آگے چل کر جدید سائنسی علوم کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں پر ہم قرآنِ مجید کی چند ایسی آیات کریمہ پیش کر رہے ہیں جن کے مطالعے سے قرونِ اولیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی تحقیقات کی طرف ترغیب ملی اور اس کے نتیجے میں بنی نوع انسان نے تحقیق و جستجو کے نئے باب تحریر کیے۔ چند آیات ملاحظہ کیجیے علم کی فضیلت پر:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر: 28)

''اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں (جو صاحب بصیرت ہیں)۔''

﴿وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلہ:11)

''اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے (اللہ) ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا۔''

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل)

''سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمھیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔''

دیگر آیات میں انسان کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (البقرۃ)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں اور (کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے، پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکم الٰہی) کا پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کے لیے (قدرت الٰہیہ کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔''

﴿اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ﴾ (یونس)

''بے شک رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور ان (جملہ) چیزوں میں جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرمائی ہیں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو تقویٰ رکھتے ہیں۔''

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (الرعد)

''اور وہی ہے جس نے (گولائی کے باوجود) زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ بنائے اور ہر قسم کے پھلوں میں (بھی) اس نے دو دو (جنسوں کے) جوڑے بنائے۔ (وہی) رات سے دن کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شک اس میں تفکر کرنے والے کے لیے (بہت) نشانیاں ہیں اور زمین

میں (مختلف قسم کے) قطعات ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جھنڈ دار اور بغیر جھنڈ کے۔ ان (سب) کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور (اس کے باوجود) پھر ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشتے ہیں۔ بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔''

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (النحل)

''وہی ہے جس نے تمھارے لیے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا، اس میں سے (کچھ) پینے کا ہے اور اسی میں سے (کچھ) شجر کاری کا ہے (جس سے نباتات، سبزے اور چراگاہیں اگتی ہیں) جن میں تم (اپنے مویشی) چراتے ہو، اسی پانی سے تمھارے لیے کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی ہے۔''

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ۝﴾ (الأنعام)

''اور (اے انسانو!) کوئی بھی چلنے پھرنے والے (جانور) اور پرندہ جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہو (ایسا) نہیں ہے مگر یہ کہ (بہت سی صفات میں) وہ سب تمھارے ہی مماثل طبقات ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحتاً یا اشارتاً بیان نہ کر دیا ہو) پھر سب (لوگ) اپنے رب کے پاس جمع کیے جائیں گے۔''

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ فطرت بھی ہے، ان تمام احوال وتعبیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق مسلمہ حقیقت سے ہے کہ اسلام نے یونانی فلسفے کے گرداب میں بھٹکنے والی انسانیت کو نورِ علم سے منور کرتے ہوئے جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔

قرآنِ مجید کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ انسان ہونے والے حالات وواقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کے لیے غور وفکر اور تدبر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اور قوت مشاہدہ کو بروئے کار لائے، تاکہ کائنات کے مخفی وسربستہ راز اس پر آشکار ہو سکیں۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ سائنسی علوم کی بدولت کائنات کی ہر شے کو انسانی فلاح کے نکتہ نظر سے اپنے لیے بہتر سے بہتر استعمال میں لائے۔ اسی طرح ایک طرف ہمیں مذہب یہ بتاتا ہے کہ جملہ مخلوقات کی خلقت پانی سے عمل میں آئی ہے تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ذمے داری یہ رہنمائی کرنا ہے کہ بنی نوع انسان کو پانی سے کس قدر فوائد بہم پہنچائے جا سکتے ہیں اور اس کا طریقہ کار کیا ہو۔

قرآنِ مجید نے بندۂ مومن کی بنیادی صفات وشرائط کے ضمن میں جو اوصاف ذکر کیے ہیں ان میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں تفکر کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

آج کا دور سائنسی علوم کی معراج کا دور ہے۔ سائنس کو بجا طور پر عصری علم کہا جاتا ہے، لہٰذا دورِ حاضر میں دین کی صحیح اور نتیجہ خیز اشاعت کا کام جدید سائنسی بنیادوں پر بھی بہتر طور پر سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ بلا شک وشبہ اس دور میں اس امر کی ضرورت گزشتہ صدیوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ مسلم معاشروں میں جدید سائنسی علوم کی ترویج کو فروغ دیا جائے اور دینی علوم کو سائنسی تعلیم سے مربوط کرتے ہوئے حقانیت اسلام کا بول بالا کیا جائے۔ چنانچہ آج کے مسلمان طالب علم کے لیے مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھنا از حد ضروری ہے۔

قرآنِ مجید میں کم وبیش ہر جگہ مذہب اور سائنس کا اکٹھا ذکر ہے مگر یہ ہمارے دور کا المیہ ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں کی سیادت اور سربراہی ایک دوسرے سے نا آشنا افراد کے ہاتھوں میں ہے، چنانچہ دونوں گروہ اپنے مدمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث اسے اپنا مخالف اور متضاد تصور کرنے لگے ہیں، جس سے عام الناس کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے مذہب اور سائنس میں تضاد اور تخالف سمجھنے لگے ہیں جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

مغربی تحقیقات اس امر کا مسلمہ طور پر اقرار کر چکی ہیں کہ جدید سائنس کی تمام ترقی کا انحصار قرونِ اولیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کی فراہم کردہ بنیادوں پر ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی نہج پر کام کی ترغیب قرآن وسنت کی ان تعلیمات نے دی تھی جن میں سے کچھ کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ اسی منشائے ربانی کی تکمیل میں مسلم سائنسدانوں نے ہر شعبہ علم کو ترقی دی اور آج اغیار کے ہاتھوں وہ علوم اپنے نکتہ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ شومئی قسمت کہ جن سائنسی علوم وفنون کی تشکیل اور ان کے فروغ کا حکم قرآن وحدیث میں جا بجا موجود ہے اور جن کی امامت کا فریضہ ایک ہزار برس تک خود بغداد، دمشق، اسکندریہ اور اندلس کے مسلمان سائنسدان سرانجام دیتے چلے آئے ہیں، آج قرآن وسنت کے نام لیوا طبق ارضی پر بکھرے مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد اسے اسلام سے جدا سمجھ کر اپنی تجدد پسندی کا ثبوت دیتے نہیں شرماتی۔ سائنسی علوم کا وہ پودا جسے ہمارے ہی اجداد نے قرآنی علوم کی روشنی میں پروان چڑھایا تھا۔ آج اغیار اس کے پھل سے محظوظ ہو رہے ہیں اور ہم اپنی اصل تعلیمات سے روگرداں ہو کر دیارِ مغرب سے انہی علوم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

جہاں تک مذہب کا معاملہ تھا اس نے تو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ زمین وآسمان میں جتنی کائنات بکھری ہوئی ہیں سب انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (الجاثیة)

''اور اس اللہ نے سماوی کائنات اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمھارے لیے مسخر کر دیا ہے۔''

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیائے علم وثقافت میں عرب مسلمانوں کی یہ حیرت انگیز ترقی اسلام کی آفاقی تعلیمات ہی کی بدولت ممکن ہوئی اور جب تک مسلمان بحیثیت قوم قرآن وسنت کی فطری تعلیمات سے متمسک رہے، روحانی بلندی کے ساتھ ساتھ مادّی ترقی کی بھی اوج ثریا پر فائز رہے اور جونہی انھوں نے لغزش کی اور اسلامی تعلیمات

سے اعراض کا راستہ اپنایا یا قعر ذلت میں جا گرے۔

ایک غیر ملکی مؤرخ جے برونوسکی (J.Bronowski) نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

''حضرت عیسیٰؑ کے چھ سو برس بعد اسلام کا ظہور ایک نئی توانا تحریک کے طور پر ہوا۔ اس کا آغاز ایک مقامی حیثیت سے ہوا اور شروع میں نتائج کے اعتبار سے صورتِ حال غیر یقینی تھی، مگر نبی اکرم 603ء میں جونہی فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو دنیا کے جنوبی حصہ میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوئی۔ ایک صدی کے اندر اسکندریہ فتح ہوا، بغداد اسلامی علم وفضل کا شاندار مرکز بنا اور اسلامی حدود کی وسعت مشرقی ایران کے شہر اصفہان سے آگے نکل گئی۔ 730ء تک اسلامی سلطنت اندلس اور جنوبی فرانس کو سمیٹتی ہوئی چین اور ہندوستان کی سرحدوں تک جا پہنچی۔ طاقت اور وقار کی اس امتیازی شان کے ساتھ جہاں مسلم سلطنت اپنے عروج پر تھی وہاں یورپ اس وقت پستی اور تنزلی کے تاریک دور سے گزر رہا تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے اسلام کو معجزات کے محدود دائرہ میں رکھنے کی بجائے اسے غور وفکر اور تجزیہ کی نمایاں عقلی وفکری چھاپ عطا کی۔''

اسی طرح رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے لکھا ہے:

''اس امر کو بخوبی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان احادیث کو انتہائی مستند حیثیت حاصل رہی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اُن ارشادات کا بہت مفید اور گہرا اثر مرتب ہوا ہے۔ اُن احادیث نے اسلامی تہذیب کے سنہرئی دور کے عظیم مفکرین پر نہایت صحت منداور رہنما اثر ڈالا ہے۔''

پروفیسر رابرٹ (Prof.Robert) اپنی کتاب ''محمد ﷺ بہ حیثیت معلم'' Muhammad s.a.w as a (teacher) میں علم اور حصولِ علم کی اہمیت وفضیلت پر مبنی آیات واحادیث کے ذکر کے بعد مزید لکھتے ہیں:

''رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) کہتا ہے کہ (اسلام کے) ان اقوال کو بے فائدہ اور بے مقصد نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ ان پر عمل کرنے سے ٹھوس نتائج مرتب ہوئے ہیں، اسلامی سائنس کی اصل طاقت اس امر میں مضمر ہے کہ یہ بازنطینی یونانی واہموں کے برعکس تجرباتی امور پر زیادہ توجہ مرکوز کرتی ہے۔''

اس موضوع پر مغرب کے نامور مؤرخ اور محقق رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کا تجزیہ:

''اس بات کا غالب امکان ہے کہ عرب مشاہیر سے خوشہ چینی کیے بغیر جدید یورپی تہذیب دورِ حاضر کا وہ ارتقائی نقطہ عروج کبھی حاصل نہیں کرسکتی تھی جس پر وہ آج فائز ہے۔ یوں تو یورپی فکری نشوونما کے ہر شعبے میں اسلامی ثقافت کا اثر نمایاں ہے، لیکن سب سے نمایاں اثر یورپی تہذیب کے اس مقتدر شعبے میں ہے جسے ہم تسخیر فطرت اور سائنسی وجدان کا نام دیتے ہیں۔ یورپ کی سائنسی ترقی کو ہم جن عوامل کی وجہ سے پہنچانتے ہیں وہ جستجو، تحقیق، تحقیقی ضابطے، تجربات، مشاہدات، پیمائش اور حسابی موشگافیاں ہیں۔ یہ سب چیزیں یورپ کو معلوم تھیں اور نہ یونانیوں کو، یہ سارے تحقیقی اور فکری عوامل عربوں کے حوالے سے یورپ میں متعارف ہوئے۔''

یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ مغربی مفکرین نے اس حقیقت کو ان کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ جوزف اسکاٹ (Joseph Scoot) اور سی ای بوزورتھ (Clifford Edmund Bosworth) اپنی کتاب ''اسلامی ورثہ'' Islamic Inheritance میں لکھتے ہیں:

''اس امر میں قطعی کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کے سائنسی علوم پر اسلامی سائنسی فکر کا گہرا اثر مرتب ہوا۔ مغرب کی اس علمی نشاۃِ ثانیہ (Renaissance) پر دیگر کئی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ مگر بنیادی طور پر سب سے گہرا اثر اندلس سے آیا، پھر اٹلی اور فلسطین کی جانب سے اثرات مرتب ہوئے، کیونکہ صلیبی جنگوں (Crusades war) نے مغربی ممالک کے لوگوں کو فلسطینی مسلم ثقافت اور سائنسی اسلوب سے روشناس کرایا۔''

اس اعترافِ حقیقت کے ساتھ ساتھ یورپی محققین نے براہِ راست اس سوال پر بھی توجہ کی ہے کہ وہ انقلاب کس چیز کے زیر اثر آیا اور اس کا محرک کیا تھا؟

رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے درج ذیل الفاظ میں اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے:

''یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ دنیا کی شعوری ترقی میں عربوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا، مگر کیا یہ ساری ترقی حضرت محمد ﷺ کے اثر کا نتیجہ نہ تھی۔''

اس نے بریفالٹ (Briffault) کے اس نقطہ نظر کو رد کر دیا ہے کہ عرب سائنسدانوں کا مذہب سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا اور یہ تمام ترقی عرب علماء اور سائنسدانوں کی اپنی محنت تھی۔ اس کے نزدیک اس تمام ترقی کی بنیاد صرف اور صرف دین اسلام اور سیرتِ محمدی ﷺ تھی، جس کے ذریعے عرب مسلمان اور سائنسدان علوم وفنون اور تحقیق وجستجو کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے تھے۔

ریورنڈ جارج بش (Reverend George Bush) نے اپنی کتاب ''حیاتِ محمد ﷺ'' (The Life of Muhammad s.a.w) میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

''الہامی کتابوں کے حوالہ سے کوئی بھی تاریخی انقلاب اتنے ہمہ گیر اثرات کا حامل نہیں جس قدر پیغمبر انقلاب کا لایا ہوا انقلاب جسے انھوں نے پائیدار بنیادوں سے اٹھایا اور بتدریج استوار کیا۔''

غور کیجیے کہ ہمارا ورثہ کیا تھا اور اسے کون لے اڑا؟ جو خزانہ ہم نے دریافت کیا تھا، اس سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں؟

بقول علامہ اقبالؒ ؎

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

## ضمنی امتحانات وفاق المدارس السلفیہ

وفاق المدارس السلفیہ کے زیر اہتمام سن 2014ء کے ضمنی امتحانات مؤرخہ 8 نومبر بروز ہفتہ شروع ہو رہے ہیں۔ تمام امیدواران کو رولنمبر سلپ ارسال کر دی گئی ہیں۔ جن امیدواروں کو رولنمبر سلپ موصول نہیں ہوئی وہ مرکزی دفتر وفاق المدارس السلفیہ سے رجوع کریں اور اپنے امتحانی سنٹر سے متعلق آگاہی حاصل کرلیں۔ شکریہ

ادارہ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان (فیصل آباد)

# حضرت بٹالویؒ سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

تحریر: جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدینؒ

نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار مباہلہ اور آخری فیصلہ کے بعد مرزا قادیانی نے حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ اور ان کے ساتھیوں کے شب و روز اور عالم اسلام کے حالات پر گہری نظر رکھنا شروع کر دی۔ کسی جانب پتہ بھی جنبش کرتا تو مرزا صاحب کے بھاگوں چھینکا ٹوٹ پڑتا۔ پھر انہوں نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو یعنی کم و بیش ایک ماہ بعد ہی اپنی اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا اعلان کر دیا جو تیرہ ماہ میں پورا ہونا تھی اور ایک اشتہار شائع کر دیا جس میں بڑے طمطراق کے ساتھ اپنے سلطان القلم ہونے کی بایں الفاظ داد دی:

میری وہ پیش گوئی جو الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارے میں تھی..... مولوی محمد حسین بٹالوی پر پوری ہوگئی..... محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجال کذاب' ملحد اور کافر ٹھہرایا تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا اور اسی بنا پر وہ لوگ میری نسبت بدزبانی کرتے تھے اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر میں نے تنگ آ کر اسی وجہ سے مباہلہ کا اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا... سو آج وہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ (روحانی خزائن جلد ۱۴ (کشف الغطاء) صفحہ ۲۲۲' مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ صفحہ ۷۴)

اور مرزا صاحب نے ۲۷ دسمبر کے اشتہار میں لکھا:

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہ شخص (محمد حسین) جو ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے کیا اعتقاد رکھتا ہے؟ اور کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضروری ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے ان کے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہوں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پس جب کہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیے، وہ بلا توقف ظہور میں آوے، تا کہ اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط۔ راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ ص ۷۷۔۷۸) (حاشیہ از مرزا: محمد حسین نے اس قتل کے فتویٰ کے وقت یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں۔ مگر یہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا کیونکہ اس سے تو خود میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ ص ۷۸ حاشیہ)

اور مرزا قادیانی نے اپنے اخبار الحکم قادیان میں ایک اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ بعنوان ایک پیش گوئی کا پورا ہونا، شائع کیا۔ بقول مرزا: اس میں یہ بیان ہے کہ پیش گوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جس کا خلاصہ یہ تھا [جزاء سیئة بمثلها و ترهقهم ذلة] آج پوری ہوگئی۔ اس پیشین گوئی کا حاصل مطلب یہی تھا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچے گی اور ضرور پہنچے گی' کوئی اس کو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

(اس اشتہار میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ)... میں نے مولوی محمد حسین بطالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ کے مقابل پر اس کی بہت سی گالیوں' بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اس نے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعہ سے میری نسبت کی تھی، ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکھا تھا (یعنی مرزا قادیانی نے بقول خود مولانا محمد حسین وغیرہ سے مباہلہ کر لیا۔ بہاء) اور اس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہ عربی الہام تھا کہ [جزاء سیئة بمثلها و ترهقهم ذلة] یعنی جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچے گی۔ سو آج یہ پیش گوئی کامل طور پر پوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی، اور میرا نام کافر' دجال' کذاب اور ملحد رکھا تھا، اور یہی فتویٰ کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا۔ اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکھوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گھر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتویٰ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے استاد نذیر حسین نے اس کی نسبت دے دیا۔ یعنی یہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اس فتویٰ کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ ان کی طرح اس مہدی موعود کا منتظر ہے جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا اور مسیح موعود اس کی مدد کے لئے اور اس کی خون ریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آسمان سے اترے گا۔ اور اس نے علماء کو یہ بھی کہا تھا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں، مگر میں نے اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ظہور آئے گا اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا اور اس کی تائید کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، تا کہ دونوں مل کر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہ اعتقاد اس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کیلئے ظاہر کیا تھا جب کہ اس نے میرے کافر ٹھہرانے کے لئے ایک فتویٰ لکھا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اس کی لڑائیوں سے

منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے پوشیدہ طور پر ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جس میں اس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جس کے مسلمان منتظر ہیں اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جن میں اس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے [illegible] میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور گورنمنٹ کو یہ سناتا [illegible] میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اس کے بارے میں ایک استفتاء لکھا اور فتوی لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اس کے استاد نے بھی وہ استفتاء پڑھ کر اسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹھہرایا جیسا کہ مجھے ٹھہرایا تھا۔ اور اسی طرح ذلت کے الفاظ اس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے۔ سو وہ اسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اس نے جھوٹے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح پر یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ یہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اترنے کا میں قائل ہوں جو ناحق اس خون ریزی میں شریک ہوگا۔ اور میں نے دلائل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اترنے کا سراسر جھوٹ' لغو اور بے اصل ہے اور قرآن و حدیث سے سراسر مخالف ہے۔ اب ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کاروائی سے محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اس کی ذلت ہوگئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ برے خطاب بھی اس کو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اس نے مجھے دیئے تھے یعنی ہر ایک نے اس کو کذاب اور دجال کہا ہے۔

(مرزا قادیانی لکھتا ہے) رہا یہ امر کہ اب گورنمنٹ اس کی نسبت کیا رائے رکھتی ہے، سو ہماری دانا گورنمنٹ ادنی توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جس نے گورنمنٹ کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں یہ کاروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں اور مولویوں کو یہ لکھ لکھ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد سے ضرور آئے گا اور کہتا رہا کہ جو شخص یہ اعتقاد چھوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کون سا فائدہ اس کے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پھر دوسری خیانت جو اسکی ذلت کا موجب ہے یہ ہے کہ اس نے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے۔ اور پھر اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۳ سطر ۶ میں میری مخالفت کیلئے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں، ان سے استغناء موجب کفر ہے۔ اب اس جگہ اس نے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ انکی اطاعت پولیٹکل نظر سے یعنی محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیے مگر مذہبی نظر سے یعنی دلی اخلاق سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے۔ اس تقریر میں اس نے یہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں سوچا کہ سکھوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرائض روکے گئے تھے اور مذہبی احکام کے بجالانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تھا یہاں تک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے، اس وقت سلطان روم کہاں تھا؟ آخر انگریز ہی ہے جو ہمارے چھڑانے کے واسطے عقاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی۔ یہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچھ بھی نہیں پہنچا ہے بلاشبہ پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے۔ اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرائض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے۔ ہمارے مذہبی مدرسے کھل گئے۔ ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے۔ سکھوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تھے' صدہا مسلمان اسی وجہ سے قتل کئے گئے بلکہ آگ میں جلائے گئے اور درندوں کے آگے ڈالے گئے۔ اب انگریزی عمل داری کا جھنڈا ہمارے ملک میں کھڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے۔ ہزارہا دینی کتابیں شائع ہوگئیں۔ اور مسلمانوں نے اعلی درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی۔ اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔ اب کس قدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی اگر ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رو سے ہمیں کرنا لازم ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں۔

(مرزا قادیانی اس اشتہار میں لکھتا ہے) پھر محمد حسین کا یہ قول کہ وہ یہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے کس قدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹکل نظر سے کرتے ہیں، ورنہ دینی حمایت ان کی طرف سے کچھ بھی نہیں، یہ سب سلطان کی طرف ہے۔ یہ دونوں فقرے اس کے ایسے برے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے منہ سے بھی نکلے ہوتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوی دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بے شمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گزاری اور نمک حرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی بنا پر مجھے کافر ٹھہرایا تھا جب کہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تھی جس کی نسبت سید احمد خان۔ سی ایس آئی نے اپنے علی گڈھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تھی۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ حیادار آدمی کے لئے یہ ذلت بھی کچھ تھوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا اور اپنی قوم سے بھی اپنی نسبت کافر' کذاب اور مفتری کا لقب سنا۔ سو بلاشبہ وہ الہامی پیشین گوئی اس پر پوری ہوگئی جس میں لکھا تھا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکھے گا جو اس نے فریق مظلوم کی کی۔ اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوی جس میں مولوی نذیر حسین' محمد حسین کا استاد بھی

شامل ہے لکھتا ہوں اور ناظرین پر اس بات کا انصاف چھوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑھ کر خود گواہی دیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے مونہہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تھے اور یہی معنی اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ [جزاء سیئة بمثلها]۔ نقل فتوی شامل ہذا ہے۔ راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۳ جنوری ۱۸۹۹ء۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء ص ۴۔۵) (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ ص ۹۱۔۹۶)

۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو مرزا صاحب نے، ایک پیش گوئی کا پورا ہونا، کے عنوان سے ایک اور اشتہار دیا جس میں لکھا:

اے علماء پنجاب و ہندوستان! آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین اڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی موعود کا منکر قرار دے کر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کاروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہاء تک پہنچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ایک شخص محمد بخش جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دے کر اس بات کے لئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس بے عزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کاروائی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی کسی فتنہ کا موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو۔ اس لئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا کہ گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کاروائی کے انسداد کے لئے کوئی حکم جاری ہو اور اس طرح پر ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پا کر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس میموریل کا صرف اس قدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور اس کے رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنے میں اور بھی ترقی کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے اور اس پر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایماء سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کے لئے بھیجے اور ہمارے دل کو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بداثر کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے ان فتنوں کے روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا۔ اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اس کو ذلیل کرے اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جس میں ارادہ الٰہی ان الفاظ میں بتلایا گیا تھا کہ [جزاء سیئة بمثلها و تر هقهم ذله] یعنی جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہنچی ہے اسی قسم کی بدی اس کو پہنچے گی۔ سو یہ پیش گوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہوگئی۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہوگیا کیونکہ اس پیش گوئی کے شائع کرنے کے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اس نے محض دروغ گوئی کی راہ سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئے اور کافروں سے لڑے گا۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ ص ۱۰۱۔۱۰۳)

نیز مرزا صاحب نے انگریزی میں ایک دستاویز حکومت وقت کی توجہ کے لئے تیار کی اور اس کا اردو ترجمہ بایں الفاظ شائع فرمایا:

نقل اس ڈیفنس کی جو انگریزی میں چھاپا گیا:

(مرزا صاحب لکھتے ہیں) میں عدالت میں اپنی بریت ثابت کرنے کے لئے بطور ڈیفنس یہ عریضہ لکھتا ہوں... میں سب سے اول اس بات کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں کوئی ایسی پیش گوئی نہیں کی جس سے محمد حسین یا اس کے کسی اور شریک کی جان یا مال یا عزت کو خطرہ میں ڈالا ہو، یا خطرہ میں ڈالنے کا ارادہ ہو۔ میرا اشتہار مباہلہ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جو فریق مخالف کی کئی چھپی ہوئی درخواست مباہلہ اور کئی قلمی خطوط طلبی مباہلہ کے بعد لکھا گیا اور ایسا ہی دوسرا اشتہار جو ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا۔ یہ دونوں اشتہار صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ اس پیش گوئی میں یعنی جو عربی الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں ذلت کا لفظ ہے اس سے فریق کاذب کی ذلت مراد ہے... چنانچہ یہ پیش گوئی اپنے اصلی معنی کے رو سے پوری بھی ہوگئی کیونکہ محمد حسین نے مع اپنے گروہ کے جو فتوی کفر کا میری نسبت دیا تھا اور میرا نام دجال، کذاب اور مفتری رکھا تھا، ایسا ہی اس کی نسبت اس کے ہم مشرب علماء نے فتوی دے دیا... میں اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میری کاروائی محمد حسین کے مقابل پر اخیر تک سلامت روشی کے ساتھ رہی ہے اور میں نے بہت سے گندے اشتہار دیکھ کر جو اس کی تعلیم سے لکھے گئے تھے جن کا بہت سا حصہ خود اس نے اپنی اشاعۃ السنہ میں نقل کیا ہے وہ صبر کیا ہے جو دنیا داروں کی فطرت سے ایسا صبر ہونا غیر ممکن ہے۔ محمد حسین نے میرے ننگ و ناموس پر نہایت قابل شرم کمینگی کے ساتھ اور سراسر جھوٹ سے حملہ کیا ہے اور میری بیوی کی نسبت محض افترا سے نہایت ناپاک کلمے لکھے ہیں اور مجھے ذلیل کرنے کے لئے بار بار یہ کلمات شائع کئے کہ یہ شخص لعنتی اور کتے کا بچہ ہے اور دو سو جوتا اس کے سر پر لگانا چاہیے اور اس کو قتل کر دینا ثواب ہے۔ لیکن یہ کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میں نے اس کے یا اس کے گروہ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے۔

میری نیک نیتی اس سے ظاہر ہے کہ قریباً ڈیڑھ برس کے عرصہ تک محمد حسین نے نہایت سخت اور گندے الفاظ کے ساتھ مجھے دکھ دیا۔ پہلے ایسے ناپاک اشتہار محمد بخش جعفر زٹلی کے نام پر شائع کئے اور پھر نقل کے طور پر ان کو اپنی اشاعۃ السنہ میں لکھا اور کئی دوسرے لوگوں سے بھی یہ کام کرایا۔ مگر میں چپ رہا اور اپنی جماعت کو ایسے گندے الفاظ بالمقابل بیان کرنے سے روک دیا..... جب میری جماعت ایسی گالیوں سے نہایت درجہ دردمند ہوئی اور ایسے اشتہار لاہور کے گلی کوچوں اور مسجدوں میں محمد حسین نے چسپاں کرا دیئے تو میں نے اپنی جماعت کو یہ صلاح دی کہ وہ بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر بالقابہ اس بارے میں میموریئل بھیجیں۔ چنانچہ میموریل بھیجا گیا،

جس کے چند پرچے میرے پاس موجود ہیں۔ پھر جب اس ذریعہ سے اس فتنہ کا انسداد نہ ہوا تو ایک اور میموریل پندرہ ہزار یا شائد سولہ ہزار معزز لوگوں کے دستخط کرا کر بحضور وائسرائے بالقابہ اسی غرض کے حصول کے لئے روانہ کیا گیا اس کے چند پرچے بھی موجود ہیں (اگر چند پرچے موجود ہیں تو پندرہ ہزار یا شائد سولہ ہزار لکھنے کی کیا ضرورت ہے، پرچے دیکھ کر صحیح تعداد معلوم کر کے لکھی ہوتی۔ بہاء) مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔ تب گندی گالیوں کے دینے میں اور بھی محمد حسین نے نہایت بے باکی سے آگے قدم رکھا۔ چنانچہ ان گالیوں کا نمونہ محمد بخش جعفر زٹلی کے اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے ۱۱ جون ۱۸۹۷ء میں شائع کیا۔ اس اشتہار میں اس کی عبارت جو دراصل محمد حسین کی عبارت ہے، یہ ہے: مرزا عیسائیوں کا کوڑا اور گندگی اٹھانے کے لئے تیار اور راضی ہے اور اپنا منہ ان کی جوتیوں پر ملنے کے لئے اس نے برٹش گورنمنٹ کو خدا کا درجہ دے دیا ہے۔ اس خرد جال نے حضرت سلطان المعظم یعنی سلطان روم کی نسبت ایسی بیہودہ گوئی کی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ یہ خبیث باطنی شیطان سامنے بٹھایا جائے اور دو سو جوتے مارے جائیں اور جب شمار کرتے وقت عدد بھول جائے، تو پھر از سر نو گننا شروع کیا جائے۔ اس کتے کے بچے پر لعنت۔ سلطان کی نسبت حقارت آمیز لفظ استعمال کرنے سے تو یہی اچھا ہوتا کہ وہ کھلا کھلا عیسائی ہو جاتا... ایسا ہی اس اشتہار کے ساتھ ایک تصویر لکھی ہے جس میں مجھے شیطان بنایا ہے۔

محمد حسین کا یہی طریق ہے کہ یہ گندے اشتہار پہلے اس کے نام پر شائع کرتا ہے اور پھر نقل کے طور پر اپنی اشاعۃ السنہ میں شائع کرتا ہے تا اگر کوئی اعتراض کرے کہ تو نے مولوی کہلا کر ایسی گندی اور قابل شرم کاروائی شروع کر رکھی ہے تو فی الفور اس کا جواب دیتا ہے کہ میں تو صرف اپنی اشاعۃ السنہ میں دوسرے کے کلام کو نقل کرتا ہوں اس میں کیا حرج ہے۔ لیکن اگر محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کو عدالت خود بلا کر دریافت کرے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سارا پردہ کھل جائیگا..... راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۳ ص ۱۱۵۔۱۲۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، نے مرزا غلام قادیانی کی پیش گوئی، اشتہار مباہلہ، اور پیش گوئی پوری ہونے کے دعوی پر تبصرہ فرماتے ہوئے ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون، پرافٹ قادیان کی پیشگوئی: ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کے زیر عنوان لکھا، جسے ہم اشاعۃ السنہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔ مولانا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد پرافٹ (پیشین گو) قادیان کا تو یہ دعوی ہے کہ اس کی صد ہا بلکہ ہزار ہا پیش گوئیاں پوری ہو گئی ہیں جن کو اس کے کم فہم و نادان پیروان نے مان لیا ہے۔ مگر جو لوگ عقل و قلب سلیم و فہم و حواس مستقیم رکھتے ہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہیں ہوئی اور وہ سب کی سب جھوٹ نکلی ہیں۔ ہر چند بعض پیشگوئیاں کا ہنوں، رمالوں، نجومیوں، جوتشیوں، اڑپو پوکہلانے والوں کی بھی توافق اصول اخذ یا اتفاق سے پوری ہو جاتی ہیں، مگر خدا کی قدرت اور حکمت اور پرافٹ کی الٹی کرامت کو دیکھو کہ اس کی پیشگوئیوں میں سے ایک بھی سچی نہیں نکلی۔ اس کی بڑی مشہور پیش گوئیاں تین ہیں: عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی۔ پنڈت لیکھرام کے قتل یا خواری کی پیش گوئی، اور شوہر زوجہ فرضی پرافٹ قادیان کی موت کی پیش گوئی (جن پر اس کو اور اس کے دام افتادوں کو بڑا ناز ہے) مگر ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵، ۱۶، ۱۸ کے ناظرین پر مخفی نہیں کہ ان تینوں میں سے ایک بھی مطابق بیان پرافٹ قادیان کے پوری نہیں ہوئی۔

عبداللہ آتھم اور لیکھرام گو فوت ہو گئے مگر میعاد پیش گوئی پرافٹ قادیان کے مخالف، نہ کہ اس کے مطابق (جس میں ناظرین جلد ۱۸ وغیرہ اشاعۃ السنہ کو ذرہ بھر شک نہ ہوگا) اور شوہر زوجہ فرضی پرافٹ قادیان تو اب تک زندہ رہا اور بچے جنا رہا ہے (جس میں کوئی احمق سے احمق بھی جو آنکھ کان سلامت رکھتا ہوگا ذرہ بھر شک نہ کرے گا)۔

اسی سلسلہ پیش گوئیوں میں پرافٹ قادیان نے خاکسار محمد حسین کے حق میں تیرہ مہینے کے معیاد کی پیش گوئی عذاب ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو کی تھی جو جھوٹی نکلی اور پوری نہ ہوئی۔ اور اس کا نتیجہ ایسا ظاہر ہوا کہ اس کی اس قسم کی پیش گوئیوں کا خاتمہ ہو گیا (جس کی تفصیل ہمارے مضمون، مرزا کو ہم نے کیوں چھوڑا؟ میں ہو چکی ہے محمد حسین) (اور جسے اوپر نقل کیا جا چکا ہے۔ بہاء) اس پیش گوئی کے جھوٹی نکلنے اور اس سے نتیجہ مذکورہ ظاہر ہو جانے کے بعد ہم کو حاجت نہ تھی کہ ہم اس پیش گوئی کے متعلق قلم اٹھاتے اور اس کا پورا نہ ہونا ثابت کرتے۔ اگر ظہور اس نتیجہ کے بعد پرافٹ قادیان اس پیش گوئی کی سچائی کا دم نہ بھرتا اور اس کی سچائی ملمع دکھانے کیلئے اشتہارات ۳، ۶، ۷ فروری و ۲۷ نومبر دسمبر ۱۸۹۹ء جاری نہ کرتا۔ مگر کمال افسوس ہے کہ اس نے بڑی سرگرمی و عرق ریزی سے ان اشتہارات کو مکرر چھپوا کر شائع کیا۔ اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا دعوی کر کے مصرع مشہور: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، کا مصداق بن کر دکھا دیا۔ اس پر بھی ہم نے صبر و سکوت اختیار کیا اور اس بیہودہ کاروائی پرافٹ کو لغو و بے اثر سمجھا اور اس وجہ سے عرصہ تین سال (۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۱ء) تک ان کا نوٹس نہ لیا۔ سال حال (۱۹۰۲ء) میں اس کے اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کی صرف دو باتوں پر (۱۔ اڈیٹر اشاعۃ کو گورنمنٹ سے زمین عطا ہونا وہ ذلت ہے جس کی پیش گوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء میں ہوئی تھی۔ ۲۔ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اڈیٹر اشاعۃ السنہ سے اقرار کرا لیا تھا کہ وہ آئندہ پرافٹ قادیان کو کافر نہ سمجھے اور اپنے فتوی تکفیر کو منسوخ کر دے) رسالہ نمبر ۴ کے صفحہ ۹۶، ۱۰۷ میں مختصر ریمارک کیا تھا کہ یہ باتیں محض دروغ بے فروغ ہیں۔

ان دنوں ہم نے ایک شخص کو اسکے بداعمال و بیجا حرکات سے روکا اور محض [حسبۃً للّٰہ و نصحاً لخلق اللّٰہ] ٹوکا تو اس نے ہماری نصیحت کے مقابلہ پر پرافٹ کے اشتہارات جنوری ۱۸۹۹ء کو دست آویز بنا کر ہم پر یہ اعتراض کیا کہ وہ زمین جو تم کو عطا ہوئی وہ مہدی سے انکار کرنے کے صلے میں عطا ہوئی ہے لہٰذا اس زمین کی آمدنی تمہارے لئے ناجائز ہے۔ اس شخص کا یہ اعتراض بعینہ اس شخص کا سا اعتراض ہے جس کو کسی ناصح مشفق نے کہا تھا کہ بھائی تمہارے آزار ٹخنے سے نیچے ہیں اور یہ شرعاً جائز نہیں، تو اس نے اس کے جواب میں کہا کہ میاں تمہارے باوا جی کے نکاح پر جو کھانا کھلایا گیا تھا اس میں نمک کہاں برابر تھا۔

اس شخص کے اس اعتراض سے ہم کو یہ خیال پیدا

ہوا کہ دنیا نافہم احمقوں سے خالی نہیں بلکہ بقول بہلول دانا دنیا میں عقل مندوں کی نسبت احمق ہی زیادہ ہیں شاید ان اشتہارات پرافٹ قادیان نے اور احمقوں کو بھی اس شبہ میں ڈال رکھا اور ان اشتہارات کے مضمون کو سچا بتا کر اس خاکسار کی نسبت بدگمان کر رکھا ہو۔ ان بدگمان احمقوں کی بدگمانی دور کرنے کو (نہ پرافٹ قادیان سے بحث کا اکھاڑا جمانے کو) ہم ان اشتہارات کی غلط بیانیوں کو ظاہر کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پرافٹ قادیان کی وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور سچی نہیں نکلی اس پیش گوئی کو سچا کرنے کے لئے جو اس نے عمل کیا ہے اس میں مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے اور جو کچھ اشتہارات ۳، ۶، ۷ جنوری و ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء میں اس نے کہا ہے، اس میں خاکسار پر اور علما وقت پر اور مجسٹریٹ ضلع گورداسپور پر افتراء کیا اور بہتان باندھا ہے۔ نہ اس عاجز نے کسی تصنیف یا اشتہار یا مجلس میں اصلی امام مہدی سے انکار کیا، نہ اس انکار کے سبب علماء وقت نے میری نسبت کوئی فتوی دیا ہے، اور نہ اس انکار کا کوئی صلہ مجھے گورنمنٹ سے ملا ہے۔

غلط بیانی اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کے متعلق رسالہ نمبر ۴ جلد ہذا میں ریمارک ہو چکا ہے' اشتہارات ۳، ۶، ۷ جنوری ۱۹۰۸ء کی غلط بیانیوں کا اظہار اس مضمون میں کیا جاتا ہے و باللہ التوفیق۔ پس واضح ہو کہ پرافٹ قادیان کی پیشگوئی ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء کا یہ مضمون تھا کہ فلاں فلاں اشخاص (اس خاکسار اور دو اشخاص دیگر ملا محمد بخش منیجر اخبار جعفر زٹلی، اور مولوی سید ابوالحسن تبتی) کو تیرہ مہینے میں ذلت کی مار ہوگی۔ جس کے معنی لغت عرب اور ہند کی شہادت اور پرافٹ صاحب کی قدیم بول چال ومحاورہ اور عادت کے مطابق یہ سمجھی گئی کہ اس عرصہ میں اس خاکسار اور دوسرے دو اشخاص پر عذاب آئے گا، جو قتل کو بھی شامل ہے کیونکہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ عذاب وارد ہے اس کے معنی ترجمہ ہندی شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور ایک سیالکوٹی مرید قادیانی میں لفظ مار سے کی گئی ہے اور لفظ: مار، یا: عذاب، سے قرآن مجید میں بضمن قصہ فرعون آیت [یسومونکم سوء العذاب] میں قتل کے معنی مراد بتائے گئے ہیں اور پرافٹ صاحب نے خود بھی اپنی بعض پیش گوئیوں میں اس عذاب سے مراد قتل بتائی ہے۔

اس وجہ سے خاکسار نے اس پیش گوئی سے قتل مراد سمجھ کر اپنی حفاظت کے لئے لائسنس ہتھیاروں کی درخواست کی تھی۔ پرافٹ صاحب کو جب اس امر کا علم ہو گیا اور اس معنی کی مراد سمجھے جانے کو اس نے سن لیا تو اس نے بخوف عدالت معنی قتل کو ٹالنے کے لئے ذلت کی مار سے مراد یہ قرار دی کہ جیسے ابوسعید محمد حسین کی کوشش سے ان پر فتوی کفر لگایا گیا ہے ایسا ہی اور اسی کی مانند اس پر فتوی لگایا جانا اس پیش گوئی سے مراد ہے۔ مگر اس نے غور فرما کر یہ تو نہ سوچا کہ اگر اس پیش گوئی میں عذاب سے اس قسم کی ذلت مراد ہے تو پھر یہ پیش گوئی دوسرے دو شخصوں (ملا محمد بخش منیجر اخبار جعفر زٹلی اور سید ابوالحسن تبتی) کے حق میں کیوں کر پوری ہوگی۔

ان دونوں صاحبوں نے تو اس مضمون کا فتوی پرافٹ قادیان کے حق میں جاری ومشتہر نہ کیا تھا اور نہ ان دونوں کے حق میں پرافٹ قادیان نے اس مضمون کا فتوی حاصل کر کے اس ذلت کا ان کو محل بنایا ہے۔ ومع ہذا اس معنی ذلت کو پیدا کرنے کے لئے آپ نے خود کوشش کی اور اس قسم کا فتوی کفر حاصل کرنے کے لئے آپ نے یہ تدبیر نکالی کہ اپنے خیال میں مجھے مہدی کی آمد کا منکر قرار دیا اور منکر مہدی کے حق میں ایک استفتا لکھ کر اپنے دو مخلص مریدوں ڈاکٹر اسماعیل خان ملازم افریقہ اور مرزا خدا بخش ملازم مالیر کوٹلہ کے ہاتھ میں دیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ وہ علماء امرتسر، لاہور، دہلی کے پاس جا کر خود بدولت پرافٹ صاحب کا نام لیکر اور ان کے اعتقاد کی حکایت وشکایت کر کے ان کو منکر مہدی بنا کر ان کے حق میں فتوی حاصل کریں تا کہ اس فتوی کو آپ خاکسار پر جما دیں۔ ان مخلص مریدوں نے حسب ہدایت پیر ایسا ہی کیا، سب سے پہلے مفتی مولوی عبدالحق غزنوی کے پاس جا کر ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ میں افریقہ سے آیا ہوں۔ وہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات آمد مہدی سے انکار وغیرہ پھیل گئے ہیں۔ میں ان لوگوں کی اصلاح ودرستی کے خیال سے یا وہاں سے ان کے اخراج کے لئے یہ استفتاء پیش کرتا ہوں، آپ اس کا جواب دیں۔ ایسا ہی اور علماء کے پاس بیان کیا اور منکر مہدی پرافٹ قادیان کو بنایا۔

ان حضرات نے بھی مسئول عنہ ومحل استفتاء اسی پرافٹ کو سمجھا اور اس پر فتوی کفر وغیرہ لگا دیا، جب ڈاکٹر اسماعیل وہ فتوی کفر حاصل کر کے پرافٹ کے حضور میں پہنچے تو آپ کی درگاہ میں ان کی عزت وتحسین ہوئی۔ اور ان کی اس دھوکہ دہی پر صد آفریں کہی گئی جسکے وقوع وثبوت پر رسالہ موسومہ، دو مسلمانوں کا حلفی بیان، شاہد ہے جو اسلامیہ پریس لاہور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ جنہوں نے وہ رسالہ نہیں دیکھا وہ خاکسار سے طلب کر سکتے ہیں۔ اور مولوی عبدالحق غزنوی وغیرہ علماء کے پاس ڈاکٹر اسماعیل خان کا بیان مذکور مولوی عبدالحق کے اشتہار اور ان کے اور دیگر علماء کے جوابات استشہاد میں جو اس مضمون میں منقول ہوں گے، نیز پایا جاتا ہے۔ اور یہ بات پرافٹ صاحب نے خود بھی اپنے اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء میں شائع کر دی ہے کہ علماء اہل افتاء نے وہ فتوی خود مرزا قادیانی کے حق میں دیا ہے، خاکسار (محمد حسین) کے حق میں وہ فتوی نہیں دیا۔ اور کہا ہے اگر علماء اہل افتاء کو یہ امر معلوم ہوتا کہ وہ استفتاء ابوسعید محمد حسین کی نسبت کیا گیا ہے تو وہ ہرگز اس کے حق میں فتوی نہ دیتے۔ یہ بات اصل عبارت اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے جو عنقریب منقول ہوگی، ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگی۔

اس سے ناظرین کو یقین ہو سکتا ہے کہ پرافٹ کی پیش گوئی اس بناوٹی معنی سے بھی پوری نہیں ہوئی کیونکہ کسی مولوی نے وہ فتوی خاکسار کے حق میں نہیں دیا اور اس عاجز کو منکر مہدی ٹھہرا کر کافر وغیرہ نہیں کہا، جو کچھ کہا وہ بحسب اعتراف خود پرافٹ کے ان ہی کو کہا ہے اور ان ہی کے حق میں (جو اعتقاد آمد مہدی موعود سے منکر ہونے کے برملا مدعی ہیں) فتوی دیا ہے۔

اور اگر بالفرض والتقدیر وہ علماء میرے کلام میں آمد مہدی سے انکار پاتے اور اس وجہ سے مجھ پر وہ فتوی کفر لگاتے تو پھر بھی چونکہ اس پیش گوئی کا پورا ہونا پرافٹ قادیان کی اپنی کوشش وتدبیر سے ہوتا اس لئے اس پیش گوئی کا ان بناوٹی معنی سے پورا ہونا ایسا ہوتا جیسا کہ ایک پیر کا اپنی پیش گوئیوں کو خود پورا کرنا مشہور یوں ہے۔ اور وہ رسالہ ردّ قادیانی تالیف مولوی عبدالحکیم صاحب دھرم کوٹی میں مسطور ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو جو ان کو نذر نیاز دیتے تھے یہ پیش گوئی سنانے لگے کہ اگر تم میری نذر نیاز نہ دو گے تو تمہارا مال چور یا ڈاکو لوٹ کر

لے جائینگے۔ اور پھر وہ اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے خود چوروں یا ڈاکوؤں کو جو اس کام کے لئے انہوں نے مقرر کر رکھے ہیں، بھیج دیتے اور وہ ان کا مال لوٹ کر لے آتے تھے۔ پھر پیر صاحب فخر سے کہتے کہ تم نے میری پیش گوئی کا پورا ہونا دیکھ لیا۔ تم نے میری نیاز نہ دی تو تمہارا مال لوٹا گیا۔ جس کو کوئی شخص نہ آسمانی پیش گوئی سمجھتا ہے اور نہ آسمانی طور پر اس کے پورا ہونے کا یقین کر سکتا ہے۔ یہ تو اس پیش گوئی کے سچے نہ نکلنے کا بیان وجہ ثبوت ہے۔ اب اسکے اشتہارات مثلاً ۳، ۶، ۷ جنوری ۱۸۹۹ء کے افتراءات و بہتانات کو بیان کیا جاتا ہے جن کو اپنی پیش گوئی کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے اس نے مشتہر کیا ہے۔

اشتہار ۳ جنوری ۱۸۹۹ء میں پرافٹ قادیان نے کہا ہے: مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی اور میرا نام کافر دجال ملحد رکھا تھا اور اس نے فتوی کفر وغیرہ میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا... سو اب یہی فتوی پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے استاد نذیر حسین نے اس کی نسبت دے دیا یعنی یہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور اہل سنت سے خارج ہے۔ اور اس فتوی کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ ان کی طرح اس مہدی کا منتظر ہے جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا۔ مسیح موعود اس کی مدد کیلئے اور اس کی خوں ریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آسمان سے اترے گا۔ اور اس نے علماء کو یہ بھی کہا تھا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر اب میں نے اس قول سے رجوع کر لیا ہے اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئے گا اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑے گا۔ اس کی تائید کے لیے عیسیٰ آسمان سے اترینگے تا دونوں مل کر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہ اعتقاد اس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کے لئے ظاہر کیا تھا جب کہ اسنے میرے کافر ٹھہرانے کے لئے ایک فتوی لکھا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اس کی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے پوشیدہ طور پر ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جس میں اس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جس کے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جن میں اس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے کے بارہ میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور گورنمنٹ کو یہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اس کے بارہ میں ایک استفتا لکھا اور فتوی لینے کیلئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور مولوی نذیر حسین اس کے استاد نے بھی وہ استفتاء پڑھ کر اسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹھہرایا جیسا کہ مجھے ٹھہرایا تھا۔ اور اسی طرح ذلت کے الفاظ اس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے۔ سو وہ اسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اس نے جھوٹے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح پر یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔

(مولانا محمد حسین مرحوم بتاتے ہیں کہ) یہی بات الٹ پھیر کر اس نے اشتہار ۶ جنوری ۱۸۹۹ء میں کہی ہے۔ اور اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء کے شروع میں اس نے کہا ہے: اس بات سے تو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبدالجبار غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور دوسرے علماء ان کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جس نے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا بوجہ اسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا، اور اس طرح پر اس کو ذلیل کر کے ہماری وہ پیش گوئی پوری کی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی اور نیز ان احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے مولویوں کے بارے میں ہیں اور اپنے طریق عمل سے ان کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمان داری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ پروری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کاروائی ان کے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے استفتاء مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہ فتوی طلب کیا گیا تھا کہ اس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس مہدی کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کرے گا، تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ایسے عقاید کا پابند تو یہی شخص یعنی یہ عاجز (غلام احمد) ہے محض شرارت کی راہ سے تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوی کی رو سے اس کو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں تب فی الفور یہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر ان کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہ استفتاء شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ کیلئے لکھا گیا ہے تو ہرگز یہ فتوی نہ دیتے۔ (ناظرین سطور ہذا کو ملاحظہ کریں اس میں پرافٹ قادیان نے کیسا صریح اقرار کیا ہے کہ وہ فتوی اس پر لگایا گیا ہے، نہ خاکسار پر۔ محمد حسین)

پھر اس اشتہار کے صفحہ ۴ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے: ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خائن اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمان داری اور راست گوئی سے خالی ہیں ایسی مجروح اور مردود حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کے منکر کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونے کا فتوی دیں جیسا کہ نذیر حسین اور عبدالجبار اور رشید احمد اور عبدالحق وغیرہ نے فتوی دیا تو یہ فتوی محض بددیانتی کی راہ سے ہے۔

پھر اس کے صفحہ ۵ میں (مرزا قادیانی نے) کہا ہے کہ اس فتوی کے لکھنے کے بعد یہ مولوی ابوسعید محمد حسین سے اس اقرار لینے اور اس کو مشتہر کرانے کے بغیر کہ وہ بھی اس کی طرح آمد مسیح کا قائل ہے اس کی ملاقات سے پرہیز نہ کریں گے تو وہ مولوی خود دجال اور مفتری ہیں۔

❀❀❀❀❀

# اخبار الجماعۃ

## مرکزی جمعیت اہل حدیث عارفوالہ کی سیلاب متاثرین کے لیے امدادی سرگرمیاں

سیلاب سے متاثرین احباب سے تعاون کے لیے تحصیل عارفوالہ کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کی میٹنگ ۳۱ اگست بروز اتوار جامعہ اشاعت الاسلام 149/EB عارفوالہ میں ہوئی۔ جس میں طے پایا کہ بوداروڈ، بہاولنگر روڈ، ساہیوال روڈ اور ترکھنی روڈ سے احباب 50، 50 ہزار روپے نقدی فنڈ فراہم کریں گے۔ تھانہ احمد یار کے علاقے سے چک نمبر 109/EB ماسٹر علی اصغر قاری زبیر احمد اور قاری عبدالرؤف وغیرہ نے نقدی تقریباً 65 ہزار روپے اور گندم، آٹا، کپڑے۔ ترکھنی روڈ سے حافظ عبدالعزیز، مولانا محمد اشرف سلیم، مولانا محمد اویس قرنی، مولانا عبداللطیف وغیرہ نے تقریباً اسی (80000) روپے اور گندم، آٹا، کپڑے وغیرہ اور قبولہ چک لاہوریاں سے مولانا بلال شہزاد اور ان کے احباب نے تقریباً 63 ہزار روپے اور گندم، آٹا چاول گھی وغیرہ سے اچھا تعاون کیا۔ شہر عارفوالہ قاری محمد یحییٰ، مولانا عبداللہ شعبان، محمد یٰسین و دیگر احباب نے تقریباً 71 ہزار روپے نقدی جبکہ چینی ۱۲ تھیلے، گھی ۱۰ کنستر، چنے وغیرہ سے اچھا تعاون کیا۔ اسی طرح جامعہ اشاعت الاسلام 149/EB کی طرف سے مولانا ساجد الرحمٰن ایم اے مدیر جامعہ اشاعت الاسلام وقاری عبدالحمید مولانا عبدالحمد مولانا سجاد مولانا عبدالرحمٰن وغیرہم نے اچھی کارکردگی دکھائی اور تقریباً ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے تعاون کیا۔ جبکہ سامان رسد کو پیک کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے سیلاب زدگان تک لے جانے میں جامعہ اشاعت الاسلام کے طلبہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ سامان رسد کے 400 پیک تھے۔ یعنی چار سو گھرانوں کا سامان راشن شامل تھا۔ جسے امیر ضلع جھنگ حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب کی معیت میں سیلاب زدگان اٹھارہ ہزاری جھنگ میں راشن تقسیم کیا گیا۔ جبکہ متاثرین سیلاب میں ۷۲ ہزار روپے کی عیدی بھی تقسیم کی گئی۔ نیز مرکزی دفتر اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں بھی سیلاب فنڈ میں مبلغ پچاس ہزار روپے جمع کروائے اور میاں محمود عباس صاحب اور برادرم بابر فاروق رحیمی صاحب سے ملاقات کی۔ انہوں نے تحصیل عارفوالہ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کو سراہا۔

از۔ مولانا ساجد الرحمٰن ایم اے 0300-8756796
149/EB عارفوالہ ضلع پاکپتن

## سیلاب متاثرین کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امدادی قافلے

امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر صاحب کی ہدایات پر مرکزی جمعیت اہل حدیث واہل حدیث یوتھ فورس تحصیل صفدر آباد کی طرف سے ۲۱ ستمبر بروز اتوار جلالپور کے نواحی دیہات کوٹ محبت اور غازی کوٹ کے عوام میں 300 راشن کے تھیلے، کپڑے اور برتن تقسیم کیے۔ 30/09/2014 کو پنڈی بھٹیاں کے نواحی گاؤں کچا گرناں اور چھنی نور محمد میں 200 راشن کے تھیلے، کپڑے، جوتے اور برتن تقسیم کیے۔ امیر تحصیل صفدر آباد حضرت علامہ حکیم محمد ابراہیم طارق صاحب نے متاثرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''خدائی آفات بندوں کے اعمال کی وجہ سے ہیں، ہمیں توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔'' مولانا محمد الیاس کمبوہ صدر A.Y.F تحصیل صفدر آباد نے کہا کہ عوام کی خدمت کر کے دل کو سکون ملا ہے۔ مولانا خاور جاوید گجر نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر ناظم تبلیغ تحصیل صفدر آباد مولانا مشتاق علی چھینہ (راقم الحروف) نمائندہ ہفت روزہ اہل حدیث، مولانا محمد الیاس آصف کمبوہ، مولانا حافظ محمد شہباز ڈوگر، جنرل سیکریٹری A.Y.F تحصیل صفدر آباد، مولانا عبدالغفور تبسم، محمد عمران کمبوہ، سیف اللہ گجر، عبداللہ کمبوہ، انجم اقبال، حاجی عبدالمجید کمبوہ، حاجی محمد امین رحمانی، مولانا عثمان یزدانی نمائندہ پیغام T.V تحصیل صفدر آباد قافلے میں شامل تھے۔ ان رہنماؤں سمیت پہلے قافلے میں ۲۲ اور دوسرے میں ۲۹ افراد نے خدمات انجام دیں اور سامان تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ جماعتی احباب کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔

منجانب: (مولانا) مشتاق علی چھینہ، ناظم تبلیغ تحصیل صفدر آباد
نمائندہ ہفت روزہ اہل حدیث، تحصیل صفدر آباد

## شہداء اسلام کانفرنس

زیر اہتمام اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال، مؤرخہ ۹ نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد طوبیٰ اہل حدیث 134/9-L تحصیل وضلع ساہیوال۔ زیر صدارت محترم حافظ محمد ظفر اللہ خاں صاحب امیر ضلع۔

مقررین: حضرت مولانا منظور احمد آف گوجرانوالہ، حضرت مولانا حافظ محمد یوسف پسروری، جناب محمد عبداللہ گل، حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی، مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی، مولانا محمد اقبال قصوری۔
منجانب: سیکریٹری نشرواشاعت اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال

## جناب وقار احمد اعوان کے نام مکتوب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محترمی آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ الحمدللہ امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر صاحب اور حضرت ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی قیادت میں قرآن وسنت کی دعوت کو عام کرنے کے لیے پیغام T.V کی نشریات سے جس طرح لوگ مستفید ہو رہے ہیں یقیناً مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان بالخصوص قائدین جمعیت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

ماہ ستمبر 2014ء میں اور اس سے قبل بھی رحیم یار خاں شہر سمیت ضلع بھر کی چاروں تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا جس میں پیغام T.V کی نشریات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ علاقے کی مذہبی، سیاسی اور شہری حضرات سے بھی ملاقاتیں کیں تو لوگوں نے بتایا کہ پہلے ہم مختلف دینی چینلز دیکھتے تھے لیکن اب پیغام T.V کی نشریات سے جس طرح اسلامی رہنمائی حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور چینل سے نہیں ہوسکتی۔ اس طرح لوگوں نے جماعت کے اس عظیم تبلیغی مشن کو بھرپور سراہا۔ الحمدللہ رحیم یار خاں شہر کے نواحی قصبہ ترنڈہ سوائے خاں میں کافی عرصہ سے مسلسل کوشش کے بعد اب یکم اکتوبر 2014 سے باقاعدہ پیغام T.V کی نشریات کا آغاز ہو چکا ہے جس میں ترنڈہ سوائے خاں کے مقامی جماعتی ساتھی محمد رمضان، حاجی فیصل احمد، چوہدری گلزار احمد جٹ، شاہنواز اور شاکر نے خصوصی کردار ادا کیا۔ اس پر ہم پیغام T.V کی طرف سے کیبل آپریٹرز اور احباب جماعت کے بے حد ممنون ہیں۔

والسلام ... رضی اللہ چیمہ، بیورو چیف پیغام T.V ضلع رحیم یار خان

## مرکزی جمعیت تحصیل چونیاں کا ہنگامی اجلاس

پچھلے دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چونیاں کے ہنگامی اجلاس میں حکیم عبیداللہ سلفی صاحب سابق سٹی امیر الہ آباد کی اہلیہ محترمہ، مولانا صدیق الحسن صاحب کی والدہ صاحبہ، حاجی نور محمد بقاپوری مرحوم کی اہلیہ محترمہ، حافظ سیف اللہ بقاپوری، محترم محمد اسماعیل صاحب اور چوہدری عبدالواحد سابق امیر جماعت اسلامی ضلع قصور کی والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔ نیز مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور اور تحصیل چونیاں کا نمائندہ وفد امیر ضلع، ناظم ضلع، امیر تحصیل چونیاں، ناظم تحصیل پتوکی اور راقم الحروف کی قیادت میں مرحومین کے لواحقین کے ساتھ اظہار تعزیت کے لیے مولاپور، الہ آباد، بقاپور، کھبے اور آرائیانوالہ حافظ محمد الیاس صاحب سرپرست مرکزی جمعیت تھانہ کنگن پور کے ہم زلف کی وفات پر پہنچے اور جملہ لاحقین سے تعزیت اور مرحومین کی بلندی درجات کے لیے دعائیں کیں۔ منجانب: محمد حامد عاصم ناظم نشرواشاعت

## ادارہ تحقیقاتِ اسلامی پاکستان میں مطالعہ قرآن کانفرنس ہوگی

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے رجوع الی القرآن کی مہم کے تحت پاکستان میں مطالعہ قرآن کی صورت حال پر قومی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کانفرنس 11 سے 13 نومبر 2014ء تک اسلام آباد میں منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس میں ملک بھر اور بیرون ممالک سے ماہرین، علمی مقالات کی شکل میں جائزے، تجزیے اور تنقید پیش کریں گے۔

کانفرنس کے مختلف عنوانات میں ادارے اور افراد وسائل ابلاغ، دعوتی اور اصلاحی مساعی، علمی وتحقیقی کام، خواتین میں فہم قرآن کا فروغ، نصاب اور مراحل تعلیم اور قرآن فہمی کی راہ میں حائل مشکلات، رکاوٹیں اور حل شامل ہیں۔

منجانب: سید مزمل حسین۔ ڈپٹی ڈائریکٹر پریس

## توحید وسنت کانفرنس

مؤرخہ 11 نومبر 2014ء بروز منگل بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد تقویٰ اہل حدیث تربیون ورکاں ضلع شیخوپورہ۔

علمائے کرام: سید محمد سبطین شاہ نقوی، پروفیسر عبدالرزاق ساجد، حافظ محمد یوسف پسروری اور مولانا عبدالباسط شیخوپوری خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: عبدالوحید ربانی، مانانوالہ، ضلع شیخوپورہ

رابطہ: 0300/0333-6554124

## علماء کنونشن

بتاریخ ۱۶ نومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر، بمقام: جامع مسجد محمدی اہل حدیث ماڑی بھنڈراں، زیر صدارت: مولانا سید محمد مصطفیٰ جعفر امیر تحصیل نوشہرہ ورکاں، زیر سرپرستی: علامہ اعجاز احمد رحمانی سرپرست حلقہ تھانہ تتلے عالی۔ مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ محمد عمر صدیق صاحب (گوجرانوالہ) کا تاریخ اہل حدیث پر خصوصی خطاب ہوگا۔

منجانب: قاری محمد نعیم احمد، ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی گوجرانوالہ 0301-3177061

## ضرورت قاری وقاریہ

ماہر تجوید، حافظ قرآن، میاں بیوی کی ضرورت ہے۔ قاری صاحب بچوں اور نمازیں جبکہ قاریہ صاحبہ بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں گی۔ حفظ اور تجوید کی سند ہمراہ لائیں۔

انتظامیہ: جامع مسجد دارالتوحید ڈڈیال میرپور آزاد کشمیر

رابطہ نمبر: نعمان فاروقی صاحب: 03215266076

## سالانہ اہل حدیث کانفرنس مراکیوال

۱۲، ۱۳ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ جامع مسجد اہل حدیث مراکیوال گوندل روڈ سیالکوٹ میں ۲۱ ویں سالانہ اہل حدیث کانفرنس زیر صدارت جناب ملک عبدالقدوس ناظم جمعیت اساتذہ ضلع سیالکوٹ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز مولانا حافظ محمد یوسف پسروری کے خطبہ جمعہ سے ہوا۔ پہلے روز کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء قاری محمد عارف مدرس امام مسجد ہذا کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مولانا عبدالرزاق یزدانی صاحب سٹیج سیکریٹری تھے۔ مولانا اسحاق اوکاڑوی، حضرت علامہ حافظ طارق محمود یزدانی، حضرت مولانا اکرم زاہد بھٹوی، صاحبزادہ حضرت مولانا منظور احمد، مولانا ابوبکر سلطان یزدانی اور رانا خلیق خاں پسروری نے خطابات فرمائے۔

دوسرے روز مولانا حافظ عبدالرحیم کلیم، مولانا عبدالمنان راسخ، مولانا عبدالغفور طاہر، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر، غازی اسلام مولانا شفیق خاں پسروری، حضرت مولانا ڈاکٹر سید طیب الرحمٰن زیدی صاحب نے خطابات فرمائے۔ تمام علماء کرام کے خطابات بڑے شاندار تھے۔ مولانا فداء الرحمٰن اور مولانا عبدالوہاب صدیقی نے حمد ونعت سنا کر حاضرین سے خوب داد پائی۔

منجانب: ڈاکٹر عبدالسمیع، ناظم نشر واشاعت تحصیل سیالکوٹ

## ضرورت نائب ناظم

مدرسہ دارالحدیث اوکاڑا کے لیے ایک نائب ناظم کی اشد ضرورت ہے۔ امیدوار سلفی العقیدہ ہو اور معقول دینی وعصری تعلیم کا حامل ہو۔ تجربہ کار کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ نمبر پروفیسر محمد ارشد: 0300-6972696

المرسل: حکیم محمد کفایت اللہ قائم مقام ناظم مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ

## ماہانہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث سیکٹر ترکھنی بنگلہ کا ماہانہ اجلاس ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار صبح ۹ بجے چک 86/EB عارفوالہ میں منعقد ہوا جس میں محرم الحرام کے حوالے سے صدر اجلاس حافظ عبدالعزیز ربانی نے حاضرین کو پند ونصائح فرمائے۔ میزبان قاری عبدالحمید کاشف تھے۔

منجانب: قاری محمد بلال شاکر، نائب صدر A.Y.F تحصیل عارفوالہ

## ضرورت باورچی

مرکز ام الہدیٰ اہل حدیث فتح گڑھ لاہور میں باورچی کی فوری ضرورت ہے۔ مشاہرہ حسب لیاقت ہوگا۔

رابطہ: حافظ عبدالرؤوف ناظم جامعہ الدراسات الاسلامیہ

0300-9491221

## الاسلام ڈائری 2015ء

الحمدللہ 2015ء کی ''الاسلام'' ڈائری کی ترتیب کا کام جاری ہے احباب جماعت اوّلین فرصت میں اپنے اشتہارات اور اہم فون نمبر جلد ارسال فرمائیں تاکہ ڈائری بروقت شائع ہو سکے۔ یاد رہے کہ سابقہ فون نمبرز ختم کر دیئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ایک صفحہ فور کلر اشتہار | 2,500 روپے |
| ایک صفحہ سنگل کلر اشتہار | 1,500 روپے |
| نصف صفحہ سنگل کلر اشتہار | 800 روپے |
| قیمت فی ڈائری | 350 روپے |

نوٹ: اشتہار کے ساتھ اس کا زر اشاعت آنا ضروری ہے۔

رابطہ: ادارہ الاسلام ڈائری، دفتر ہفت روزہ اہل حدیث
چوک اہل حدیث 106 راوی روڈ۔ لاہور

0321-6487892 - 0300-4478611
042-37720257 - 055-4443265

احباب اپنے اشتہارات بنوا کر اس ای میل پر بھی بھیج سکتے ہیں۔
Weeklyahlehadith@yahoo.com

## انتقال پُر ملال

### مولانا عبدالواحد سلفی کو صدمہ!

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گجرات کے ناظم حضرت مولانا الحاج عبدالواحد سلفی صاحب کے جواں سال بھتیجے ٹریفک حادثہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مقامی قبرستان لالہ موسیٰ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور ہر مکتب فکر کے لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم: قاری عبدالغفار صدیقی

0333-8464179

### سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو صدمہ

سید حبیب اللہ شاہ صاحب جنرل اے ای او تحصیل چونیاں کے والد گرامی سید محمد یعقوب شاہ صاحب مختصر علالت کے بعد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نماز عشاء کے بعد سورہ سجدہ اور سورہ الملک اور تسبیحات پڑھتے ہوئے سوئے تو تھوڑی دیر بعد ہی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ مرحوم کی نماز جنازہ ان کے گاؤں بقاپور شمالی میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت سید منظور حسین شاہ صاحب کی، نماز جنازہ میں ممتاز سیاسی، سماجی شخصیات اور احباب جماعت کے علاوہ علاقہ سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

منجانب: محمد حامد عاصم ایم اے بی ایڈ، ناظم نشر واشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چونیاں

حاجی حسن دین مرحوم کمیر پوری کی بیٹی' مولانا حافظ محمد عبداللہ مرحوم کمیر پوری کی بہن' پروفیسر عبدالخالق چوہدری کی اہلیہ' ڈاکٹر نعیم الخالق امریکہ' سلیم الخالق ورضوان الخالق کینیڈا کی والدہ میری (ڈاکٹر طارق عباس چوہدری ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع فیصل آباد کی) خالہ وخوش دامن رضائے الٰہی سے اتوار کی رات اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ مرحومہ حافظ قرآن' دین کی سمجھ ودرد رکھنے والی' خدا ترس' رحم دل' صوم صلوٰۃ کی پابند' عظیم عورت تھیں۔ ان کی نماز جنازہ واپڈا سٹی فیصل آباد میں مولانا عبدالرشید حجازی اور جامعہ سلفیہ میں مولانا محمد یونس بٹ نے پڑھائی۔ کثیر تعداد میں جماعتی احباب' عزیز واقارب اور دوست شریک ہوئے۔ فون آئے' میسج موصول ہوئے' ان سب کا ہماری طرف سے تعزیت کا شکریہ۔ احباب سے مزید دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا وآخرت کی عظیم کامیابیوں سے نوازے۔ آمین! والسلام۔

دعا گو: ڈاکٹر طارق عباس چوہدری

قاری محمد زبیر ظہیر خطیب جامع خالد بن ولیدؓ اہل حدیث بھکو والی۔ ۷/اکتوبر نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے گھر لدھیوالہ وڑائچ جاتے ہوئے ان کی موٹر سائیکل دوسرے موٹر سائیکل سے ٹکرانے کے باعث موقع پر جاں بحق ہوگئے۔ مرحوم ایک متحرک کارکن اور خوش آواز خطیب تھے۔ 30 برس کی عمر میں دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ سینکڑوں علماء کرام' شیوخ الحدیث اور احباب جماعت نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم: قاری محمد تنویر قمر' ناظم تبلیغ ضلع گوجرانوالہ

0300-6478252


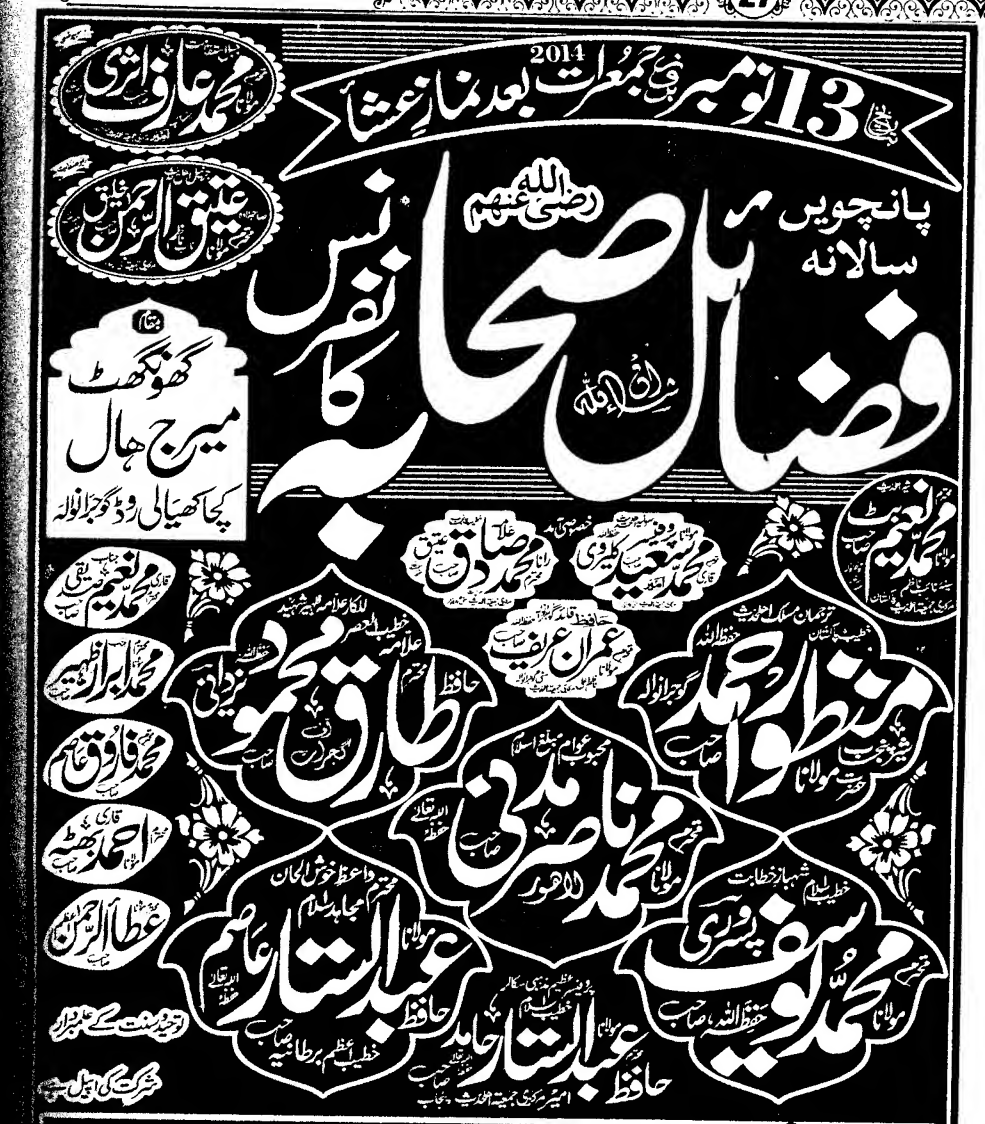


خطباء کے لیے عظیم تحفہ زینت خطابت مولانا محمد حنیف ربانی کے عظمت صحابہ پر دیئے گئے خطبات کا مجموعہ

# خطبات عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

خطیب: مولانا محمد حنیف ربانی صاحب

ترتیب وتخریج: حافظ عبدالرزاق اظہر مدرس امام بخاری یونیورسٹی سیالکوٹ

ناشر: دارالخلود

محلہ سلامت پورہ لائن پار کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0306-3318129, 0333-8257302

## جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

32 اجزاء سے تیار کردہ
فیضل
دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ
# معجون قوت دماغ زعفرانی

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظامِ ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے
وزن 600 گرام
قیمت -/650 روپے
وزن 300 گرام

اجزائے معجون

| | | | |
|---|---|---|---|
| زعفران | | شہد | |
| کشنیز | | جوہر آہن | |
| مرچ سیاہ | | بادیان | |
| خشخاش | | گل سرخ | |
| اسطوخودوس | | الائچی خورد | |
| مغز تربوز | | گوند کتیرہ | |
| آملہ | | مغز کدو | |

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577



no side effects
فیضل
# عرق نایاب
2 کیپسول
موٹاپا، گیس، بدہضمی اور بڑھے ہوئے پیٹ کا مکمل علاج

فیضل عرق نایاب
100% انتہائی مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ایسا مرکب
جو جسم میں پہنچ کر فالتو چربی کو پگھلاتا ہے اور جسم کو خوبصورت اور جاذبِ نظر بناتا ہے۔

فیضل عرق نایاب کے فوائد
- موٹاپا کو مکمل ختم کر کے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔
- چہرے کے کیل مہاسے، چھائیاں، پھوڑے، پھنسیوں کا قدرتی علاج۔
- جگر، معدہ، آنتوں کی سوزش، قبض، گیس، جلن، درد، بدہضمی، کھٹی ڈکاریں
قے، پرانا بخار، گردے کے امراض، خون کی کمی اور جسمانی کمزوری کیلئے مفید۔

پاکستان بھر کے تمام بڑے شہروں میں
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیضل FOODS
ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلیز کالونی فیصل آباد
Foods Faisal



ہمارے ہاں سے ایمبلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیکر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
حافظ آباد روڈ چوک نیا نمیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

ستارہ
ایمبلی فائر لاؤڈ سپیکر
اینڈ سائونڈ سسٹم
0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت
پروپرائیٹر: ایم اکرم مغل (ہارمونیک)

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمبلی فائر
نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔
نامی کانے
فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا نمیں گوجرانوالہ
فون نمبر: 055-4212804,4226706-0300-6430029
ایمبلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)
محمد ذیشان ربانی
0343-6007696



چوک نیا نمیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیکر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
ہمارے ہاں سے ایمبلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
مساجد کے لئے خصوصی رعایت
UPS انورٹر بھی دستیاب ہیں

ایمبلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)



گزشتہ 47 سال سے عوام کی خدمت میں پیش پیش
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں

زیر اہتمام
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس سٹی فاروق آباد

زیر سرپرستی
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمہ اللہ

زیر صدارت
قاری زاہد محمود سعیدی

زیر نگرانی
حافظ راشد محمود سعیدی
ناصر محمود سعیدی

# سیدنا شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کانفرنس

ان شاء اللہ

زیر نظامت
محمد انس سلفی مدرس جامعہ حدا

زیر صدارت
مولانا حافظ عبدالباسط صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ مسلح اہلحدیث پورہ

زیر استقبال
حاجی مدثر نعیم صاحب
صدر مرکزی
محترم جناب حاجی محمد یوسف صاحب رحمانی سٹی AYF صدر
محترم جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب مدنی سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیۃ اہلحدیث

بمقام
دارالعلوم رحمانیہ
جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث اڈا لاریاں فاروق آباد

بروز
8 نومبر 2014 ہفتہ
بعد از نماز عشاء

مہمانان گرامی
- ملک سردار محمد صفا امیر مرکزیہ
- ملک محمد داود انور صاحب
- چوہدری عبدالرحمن کلیوتا سابق ناظم ضلع
- شیخ محمد عارف صاحب
- چوہدری عمر حیات صاحب
- بلال محمد رفیق عرف صفا صدر AYF
- مرزا عبدالمجید صفا کالے والے
- غلام رسول ڈوگر صاحب سابق ناظم ضلع AYF
- حافظ محمد شفیق صفا آٹو زوالے
- ڈاکٹر حافظ ضیاء اللہ صاحب
- ملک عبدالحفیظ صفا تیل والے
- ملک محمد یوسف مظفر صاحب
- میاں بشیر صاحب تیل والے
- محمد شفیق الرحمن سندھی صاحب
- مرزا محمد شفیق صفا کالے والے

جناب مبشر اسحاق محمد اشفاق صاحب آف ڈھیوڑی

## فضیلۃ الشیخ، مصنف کتب کثیرہ
## محترم جناب عبدالمنان راسخ

عظیم اسلامی سکالر
حضرت مولانا عبدالرحمن راسخ رحمہ اللہ
حفظہ اللہ تعالیٰ
بن حضرت مولانا

## مقرر ہر دلعزیز
## جناب محترم قاری حضرت مولانا علامہ سیف اللہ خالد ملتانی صاحب

بن علامہ احمد سعید ملتانی
رحمۃ اللہ علیہ

حضرت راسخ صاحب دعا بعد نماز عشا شروع ہو جائے گا۔

اہل محبت سے شرکت کی درخواست ہے

فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد اشرف ربانی
خطیب مسجد اقصیٰ فاروق آباد

حضرت مولانا محمد سلیمان اثری
حضرت مولانا محمد رفیق طاہر
حضرت مولانا حبیب الرحمن ثاقب
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرشید
حضرت مولانا حبیب الرحمن یزدانی
حضرت مولانا عمران سلفی
حضرت مولانا امان اللہ محمدی

انتظامیہ
مدثر انعام، سرفراز احمد (اسلامی)، علام عباس، شیخ نوید اقبال، حافظ عبدالرحمن، حافظ عبدالرحمن، حافظ عبدالرحمن

# الایمان ویلفیئر ٹرسٹ پاکستان

**الایمان ویلفیئر ٹرسٹ**، پاکستان میں ایک منفرد ادارہ ہے جو قرآن وسنت کی سربلندی کے لیے کوشاں ہے۔اور قرآن وحدیث کی تعلیم کے لیے اساتذہ کا تقرر کرتا ہے،اوران کی تعلیم وتربیت کا باقاعدہ اہتمام اورنگرانی کی جاتی ہے۔

الحمدللہ! لاہور،شیخوپورہ،قصور،فیصل آباد،کوئٹہ،رحیم یارخان،ہری پور،گلگت،چنیوٹ،ننکانہ،حافظ آباد،گوجرانوالہ، بورے والا اوردیگر اضلاع میں اساتذہ کام کررہے ہیں۔اسی طرح دینی مدارس کے یتیم طلبا کی کفالت،مساجد کی تعمیر۔ اس وقت 57 اساتذہ ومبلغین اس ادارے کے تحت کام کررہے ہیں۔

مخیر حضرات سے پرزور اپیل ہے کہ اس ادارے کے ساتھ دل کھول کر تعاون فرمائیں۔یہ ایسا صدقہ جاریہ ہے جو مرنے کے بعد انسان کے لیے توشہ اور اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے۔اوران شاءاللہ جنت کی ضمانت ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

چیئرمین
مبشر احمد مدنی
74=پنجاب بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن،لاہور
0300-4184328

برائے ترسیل زر
الائیڈ بینک لمیٹڈ علامہ اقبال ٹاؤن،لاہور برانچ
اکاؤنٹ نمبر:0010007058950010
برانچ کوڈ:0688-

Weekly
# AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE :www.ahlehadith.org

CPL No
116
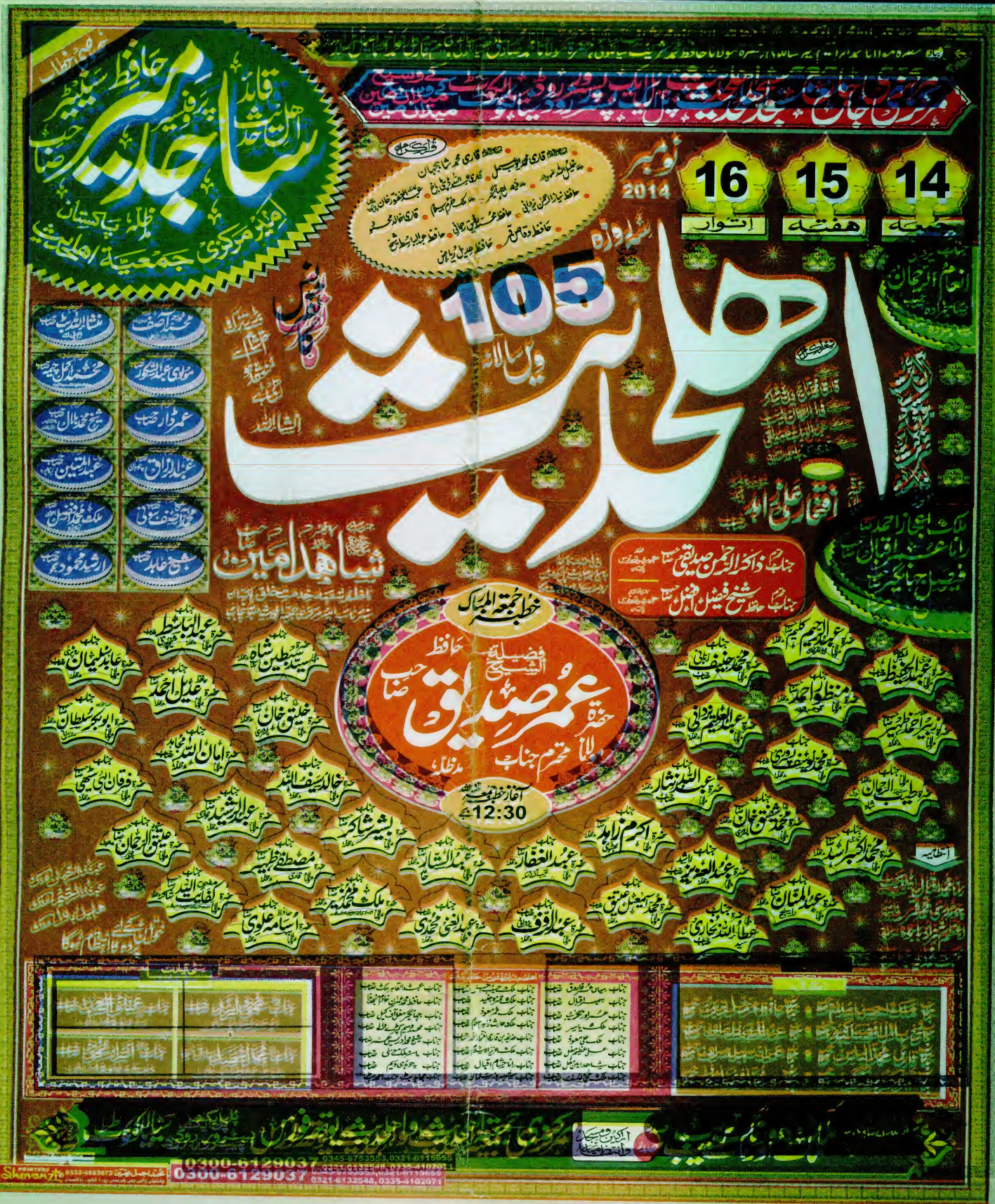
Head Office:
042-37729933
Fax:
042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith
042-37720257
Paigham Tv:042-37722876